الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیا ۱۲

تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملیگا ٭

فہرست مضامین

نمبر ۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

زلزلہ

۲۷ اور ۲۸ - فروری کی درمیانی شب کو ایک بجے کے بعد جو شدید زلزلہ محسوس ہوا اس نے اہل دنیا کی آنکھوں کو کھولدیا ہے خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں اور یہی اسکی برتر ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہ لوگ جو پروفیسر اموری کی اس رائے پر کہ اب دو سو سال تک کوئی زلزلہ نہیں آئیگا اگرچہ اموری کی موجودگی ہی میں متواتر زلزلوں کے دھکوں سے شرمندہ ہو چکے تھے لیکن یہ زلزلہ انہیں اور بھی شرمندہ کریگا - وہ ایک سطحی خیال کے انسان پر تو بھروسہ کرتے تھے مگر قادر اور عالم الغیب خدا کی باتوں پر ہنستے تھے - یہ زلزلہ اس عظیم الشان نمونہ قیامت زلزلہ کا نمونہ ہے جسکا خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اپنے مامور کو علم دیا ہے چنانچہ جسکا اشتہار شایع ہو چکا اور اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے جو لوگ پبلک سے کچھ بھی ہمدردی رکھتے ہیں وہ اسکو کثرت سے شایع کر کے لوگوں کو آگاہ کریں تا وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کر کے خدا تعالیٰ سے صلح کر لیں - اور خدا سے ڈر جائیں اسکی باتوں کی تکذیب کی عادت سے باز آئیں اور اس کے فرستادہ پر ہنسی سے توبہ کریں تا خدا تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے - ہنسی اور ٹھٹھا کرنا سہل ہے لیکن خدا کے جلال اور اسکی قہری تجلی سے لرزاں ہو کر اپنی اصلاح کرنا مرگ موت ہے مبارک وہ جو اس موت کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی میں زندگی ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے - آمین

یادگار کریم

منشی نواب خان صاحب ثاقب نے مندرجہ بالا عنوان سے حضرت کریم الملۃ مرحوم کی شہادت پر ایک لطیف نظم لکھی ہے جو گویا مولانا ممدوح کی لایف کا فوٹو ہے - اعلیٰ حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض نے اس نظم کو بہت ہی پسند فرمایا تھا - کثرت اشاعت کے خیال سے اسکی قیمت کچھ نہیں ہے ان باہمت دوستوں کو جو ہمیشہ اشاعت سلسلہ میں حصہ لیتے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سو سو جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں -
منشی نواب خانصاحب ثاقب احمدی مالیر کوٹلہ سے ملے گی - دفتر الحکم بھی بہم پہنچا دیگا -

ایک اور پیشگوئی پوری ہوگئی

۲۲ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اشتہار بعنوان ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار شایع ہوا تھا اسکے صفحہ ۲ میں ۲۰ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کی ایک رؤیا - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج فرمائی ہے اور وہ یہ ہے -

"مجھے یہ دکھایا گیا کہ جسکا نام عزیز ہے اور اسکے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا"

یہ رؤیا ہے اسوقت آپ نے اسکی تعبیر یوں فرمائی کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا بین الثبوت نشان ظاہر ہوگا جس سے لوگوں کے دلوں پر تسلط ہو اور وہ بچہ لوگوں کے دلوں میں عزیز بنا دے - یہ تعبیر بطور خود بجائے خود نہایت معقول اور مقبول ہے مگر کیسی خوشی کی بات ہے کہ یہ رؤیا اپنے لفظوں میں بھی بالکل پوری ہو گئی - اسکی تفصیل یہ ہے - اس رؤیا میں جو بچہ دکھایا گیا تھا وہ عزیز احمد تھا جو جناب مرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ میانوالی کا بیٹا اور حضرت مسیح موعود کا پوتا ہے - رؤیا میں گو اشارتاً درج ہوئی تھی ورنہ صاف طور پر آپ نے فرمایا تھا کہ عزیز احمد خلف مرزا سلطان احمد کو دیکھا ہے - اس جمعہ کو مرزا عزیز احمد نے اپنے برگزیدہ دادا صاحب کے ہاتھ پر انہیں مسیح موعود تسلیم کر کے بیعت کر لی - والحمد للہ علیٰ ذالک - اور اسطرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی - بعض لوگ جو حقایق سے ناواقف ہیں اور ایسی نشانات پر غور کرنے کے عادی نہیں شاید اسکو سرسری نظر سے دیکھیں لیکن جو لوگ حالات سے واقف ہیں وہ اسکو ایک عظیم الشان نشان سمجھتے ہیں - جو وقت اعلیٰ حضرت نے یہ رؤیا دیکھا ہے اسوقت عزیز احمد کی عمر نو سال سے کچھ زیادہ تھی - اور ادہر حضرت اقدس کے ساتھ کوئی تعلقات باقی نہ تھے - عزیز احمد ایک مخالف خاندان میں پرورش پارہا تھا ایسی صورت میں یہ کب ممکن تھا کہ ایسی امید ہو سکے اور پھر اپنے بلوغ تک عزیز احمد زندہ بھی رہے یا خود اعلیٰ حضرت زندہ رہیں لیکن اب جبکہ اپنے خاندان میں مرزا عزیز احمد پہلا بچہ ہے جو حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے - بحالیکہ ابھی مرزا سلطان احمد صاحب کو جو مرزا عزیز احمد کے والد ماجد ہیں یہ موقع نہیں ملا - تو پھر اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں کیا شک رہتا بلکہ یہ ایک نہیں تین نشان ہیں - اول مرزا عزیز احمد صاحب کا اسوقت تک زندہ رہنا (خدا اسکی عمر میں برکت دے آمین) خود اعلیٰ حضرت کا زندہ رہنا - پھر عزیز احمد کا بیعت کرنا - غرض یہ کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں دکھایا - خدا کرے کہ عزیز عزیز احمد کی بیعت اسکے باقی گھرانے پر نیک اثر ڈالنے والی ہو - آمین -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے -
۲ - ہفتہ زیر اشاعت میں لاہور - پٹیالہ - سہارنپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے -
۳ - مدرسہ کے لئے زمین خرید لی گئی - رجسٹری ہو چکی - تعمیر عمارت کا فکر در پیش ہے -

تازہ الہامات

یکم مارچ ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے -
فرمایا - اسکے معنے یہ ہیں کہ اسی زلزلہ کو جو ہوا اصل زلزلہ نہ سمجھو بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے -
۷ - مارچ ۱۹۰۶ء - ھا انی اٰثرتک -
ترجمہ - خبردار ہو میں نے تجھے چن لیا -

خالص مشمیرا - مشمیرا - جو آنکھ کا ماشہ پر لوگ بیچتے ہیں مگر خالص اور اصلی مشمیرا کی رنگ کا دفتر الحکم کی معرفت مل سکتا ہے اور ایسا سستا کہ اسکی نظیر نہ ملے گی جسقدر مطلوب ہو منگوالیں ایک تولہ سے کم نہ بھیجا جاویگا - قیمت فی تولہ عہ -

استفسار اور انکے جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائی کو پیمانہ کی تہمت کیون لگائی .... مفصل جواب عنایت ہو

جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی تہمت نہین لگائی اللہ تعالے حضرت یوسف کو صدیق (بڑا سچا) کا خطاب دیتا ہے کیا بڑے سچے بہی کسیکو جہوٹی تہمت لگاتے ہین۔ جیسے فرمایا یوسف ایہا الصدیق سورہ یوسف رکوع ۶۔

قرآن کریم کی تفسیر کرنے کے وقت انسان کو چاہیئے کہ جس قسم کے لوگون کا ذکر قرآن مجید مین پڑہے اوسی پایہ کے لوگون کی رسم و رواج و عادات کو پیش نظر رکہے مثلاً اگر ذکر کسی امیر کا ہے جیسے کہ یہان ہے تو اوسوقت امرا کا طرز معاشرت ملحوظ رکہے۔ آپ لوگون کے سامنے تحصیلدار اور منصف بہی جو بڑے اعلے امرا مین بہی داخل نہین مگر کیا وہ اپنے برتن آپ اٹہاتے پہرتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ یہ اونکا باورچی یا دوسرے نوکرون کا کام ہے۔ چہ جائے کہ یوسف علیہ السلام جو محکمہ مال کے وزیر اعظم تہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بہائیون کی روانگی کیوقت انکے رخصت کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے حقیقی بہائی کے پاس جو ان کو بہت پیارا تہا۔ وقفہ کیا وہان پانی پیا اور پیالہ حسب عادت امرا وہین رکہہ دیا نوکر اٹہانا یاد نہ رہا۔ اور خدمتگارون نے اسباب مین ہی باندہ دیا یا کسیطرح اسباب مین بندہ گیا۔ جب داروغہ سامان سرکاری نے اتفاقاً سامان کو دیکہا تو پیالہ موجود نہ تہا۔ انہون نے چونکہ وہان پانی پلایا تہا اور وہان سے پیالہ کا واپس جانا ثابت نہ ہوا تو اون کو یقین ہو گیا کہ ان لوگون نے ہی چرا لیا۔ اسیواسطے انہون نے یقینی طور پر کہدیا کہ بے شک تم لوگ چور ہو۔ حضرت یوسف کے بہائی چونکہ اس معاملہ مین فی الواقعہ راستی پر تہے انہون نے چور کی سزا بڑی جرأت کے ساتہہ بیان کردی اور منظور کرلی جسکا خمیازہ بالآخر انکو بہگتنا پڑا۔ اس تمام واقعہ کے بعد اللہ تعالے جو علام الغیوب ہے اور کسی راستباز کو ہدف طعن رکہنا پسند نہین کرتا فرماتا ہے کذالک کدنا لیوسف یہہ ساری تدابیر تہے یوسف کے فائدہ کے لئے کی تہین۔

کیونکہ یوسف علیہ السلام کو خاندان نبوت سے جدا ہوئے مدت گزر چکی تہی اور اسرار و معارف و نکات نبوت و دیگر ضروریات سے آگاہ ہونا ایک دو روز کا کام نہ تہا اس لئے ہم نے اس تدبیر سے یوسف کے فائدہ کے لئے اسکا بہائی اس کے پاس رکہلیا۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہی کوشش کی تہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکا بہائی تخلیہ مین ملسکے چنانچہ انہون نے کہا تہا کہ الگ الگ دروازون سے داخل ہونا ایکہی دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے بہی اس جگہ اشارہ فرمایا

مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا پ ۱۳

یعنے ابواب متفرقہ مین سے داخل ہونے مین اور تو کوئی فائدہ نہ تہا صرف حضرت یعقوب کے دل مین ایک خواہش تہی جسکو اوسنے پورا کرنا چاہا تہا۔ ہان یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب کو کب اور کس طرح علم تہا کہ یوسف زندہ ہے یا وہان تقسیم غلہ مین دخیل ہین سو اس کا جواب یہ ہے کہ انکو بوحی الٰہی علم تہا۔ اور یقینی علم تہا۔

الف۔ اسی آیت کے بعد اللہ تعالے نے فرمایا وانہ لذو علم لما علمناہ یعنے ہم نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف کے مصر مین موجود ہونیکا بلکہ محکمہ تقسیم غلہ مین موجود ہونیکا علم دیدیا تہا۔

ب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو روز اول سے کبہی بہی شک نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو فی الواقعہ بہیڑیا نے کہالیا ہے۔

اول جب یوسف ع کے بہائیون نے باپ کو کہا کہ یوسف کو بہیڑیا کہا گیا تو انہون نے انا للہ الخ نہین پڑہا بلکہ اس معاملہ مین اللہ تعالے سے مدد مانگی اور فرمایا واللہ المستعان علی ما تصفون سورہ یوسف رکوع ۲ یعنے تمہارے اس بہانہ بازی اور حیلہ سازی پر مین اللہ تعالے سے مدد مانگتا ہون حالانکہ وہ نبی تہے اور قانون قدرت کو خوب جانتے تہے کہ کوئی مر کر اس جہان مین زندہ ہوکر نہین آتا پہر اوسکے زندہ کرکر واپس لانیکے مدد اللہ تعالے سے مانگنا دعا مین اعتدا ہے جو شان انبیا کے خلاف ہے۔

دوسرا اسی آیت کے ماقبل حضرت یعقوب نے اپنے بیٹونکو انکے جواب مین کہا بل سولت لکم انفسکم امرا تمہارے نفس امارہ نے یہ بہانہ کرنا تمکو خوشنما کرکے دکہایا ہے۔

تیسرا یوسف ع کے بہائیون کے بیان سے ہی انکا جہوٹا ہونا ثابت ہوتا تہا جبکہ انہون نے کہا وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صادقین رکوع ۲ یعنے تجہے تو ہماری بات پر اعتبار نہین آئیگا اگرچہ ہم سچے ہی ہون۔

چوتہا۔ خواب حضرت یوسف ع کا وہ سن چکے تہے اور اسکی سچائی پر یقین تہا اسلئے حضرت یوسف ع کو اظہار رؤیاء سے منع فرمایا بلکہ فرمایا ان الشیطان للانسان عدو مبین رکوع اول کہ ہلاک ہونے والے خدا سے دور خبیث روحین ہمیشہ راستباز انسان کے دشمن تباہی کرتے ہین

پانچوان۔ جب حضرت یعقوب ع نے بیٹون سے حضرت یوسف کا خاص سلوک اور بہائی کے بلانے کا سخت تشدد یہانتک کہ ہمراہ نہ لانے کی سخت سزا سنی۔ تو انکو صاف پتہ لگ گیا کہ وہی مہتمم تقسیم غلہ ہے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہین۔

فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون۔ یعنے اگر تم اس (بہائی) کو ہمراہ نہ لاؤ تو تمکو کچہہ بہی غلہ نہین ملیگا بلکہ تم میرے نزدیک بہی نہ آنا۔ اور اسکو اللہ تعالے نے منع منا الکیل کے ذریعہ یوسف ع کے بہائیون کی زبان پر مختصر الفاظ مین مکرر بیان فرمایا اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص اسقدر تاکید کر رہا ہے وہی یوسف ہے۔

چہٹا۔ جب بہائیون نے اپنے باپ سے یوسف ع کا بہائی مانگا تو انہون نے واپس لانے کی تاکید کی اگر حضرت یوسف کے قتل ہونیکا انکو شک ہوتا تو غفلت نکرنے کے تاکید کرتے جیسے پہلے ان کی غفلت سے یوسف قتل ہو گیا۔

ساتوان۔ وہ اسی موقع پر انکے وعدہ حفاظت پر فرماتے ہین۔ فاللہ خیر حافظا خدا تعالے کی سابقہ حفاظت کو یاد کرکے اللہ تعالے سے آیندہ اسکی ہی حفاظت مانگتے ہین۔

اٹہوان۔ جب حضرت یوسف ع کے بہائی کو مصر مین چہوڑ کر باپ کے پاس جا کر انہون نے کہا کہ تیرے بیٹے نے چوری کی اسلئے حسب حکم شریعت دہر لیا گیا تو فرمایا کہ عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اللہ تعالے مجہے یوسف اور اس کا بہائی اور تیسرا جو مصر سے آیا ہی نہین تینون ملادیگا۔

نوان۔ جب بیٹون نے یوسف علیہ السلام کا یاد کرنا ناپسند کیا اور باپ کو ملامت کیا تو حضرت یعقوب نے جواب مین کہا اعلم من اللہ ما لا تعلمون پ ۱۳ مین وحی الٰہی سے جو کچہہ جانتا ہون تمکو اسکی خبر نہین۔

دسوان۔ پہر بیٹون کو حکم دیا کہ اذہبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ یعنے جاؤ اور جاکر یوسف اور اسکے بہائی کی جستجو کرو۔

گیارہوان۔ جب بشیر نے قمیص حضرت یعقوب کے سامنے لارکہی تو حضرت یعقوب نے فرمایا الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون پ ۱۳ یعنے کیا مین تم کو نہین کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہے وحی الٰہی سے اس معاملہ کی خبر ہے تمکو نہین۔

غرض حضرت یعقوب کو بوحی الٰہی خوب یقینی علم ہو گیا تہا کہ وہان حضرت یوسف تقسیم غلہ کے مہتمم یا کم سے کم دخیل تو ضرور ہین۔ اب مین آپ کو وہ آیات مع ترجمہ بہی لکہہ دیتا ہون تاکہ آپکو واقعات کے سمجہنے مین زیادہ سہولت ہو۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ○ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ○ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ○ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ○ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ○ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ○ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ○ پ ۱۳

ترجمہ۔ جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اس کے بہائی اپنے پاس رکہہ لیا یوسف ع نے اپنے بہائی کو اور اسکو خبر بہی کردی کہ بے شک مین ہی تیرا بہائی ہون۔ سو تو غمگین نہ رہ ان کی گذشتہ کرتوتون سے۔ پہر جب تیار کردیا انکا اسباب رکہدیا پیالہ (پانی پینے کا) اپنے بہائی کے بوجہہ مین۔ پہر (جب چلا گیا قافلہ) پکارا ایک پکارنے والے نے۔ اے قافلہ والو تم تو بے شک چور ہو۔ کہنے لگے انکی طرف منہ کرکے۔ تمہاری کیا چیز گم ہوگئی۔ بولے ہم کو سرکاری پیالہ نہین ملتا۔ اور جو کوئی اوسے لادے اوسکو بوجہہ (غلہ) ایک اونٹ کا (انعام) ملے گا۔ اور مین اسکا ضامن ہون کہنے لگے۔ (یوسف ع کے بہائی) قسم اللہ کی تمکو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے کو نہین آئے۔ (کیونکہ یہہ پہلے بہی ایکدفعہ آئے تہے) اس ملک مین اور نہ کبہی ہم چور تہے۔ بولے پہر کیا سزا ہے اسکی اگر تم جہوٹے ہو کہنے لگے۔ اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے بوجہہ مین سے ملے وہی جائے اوسکے بدلے مین (چور مالک مال کے پاس قید رہے) ہم یہی سزا دیا کرتے ہین ایسے نقصان کرنے والون (چورون) کو

پہر شروع کی (تلاشی اوس موذن نے) اون کی خرجیون کی پہلے تلاشی یوسف کے بہائی کی سو- پیچہے (تلاشی سے) نکالا (پیالہ) اوس (یوسف) کے بہائی کی خرجی سے - اسیطرح تدبیر کی ہمنے (اللہ تعالےٰ نے) واسطے فائدہ یوسف کے - وہ ہرگز نہ لے سکتا تہا اپنے بہائی کو اوس بادشاہ کے قانون مین مگر اللہ تعالےٰ نے جو چاہا (کر دیا) ہم جسکے درجے بلند کرنا چاہین کر دیتے ہین (جیسے اب یوسف علیہ السلام کا درجہ بلند کر دیا) اور ہر ایک علم والے پر ایک عظیم الشان علیم کی ذات ہے (وہ جو لایق رفع درجات کے ہو اوسی کے درجات بلند کرتا ہے)

اب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بہی تہمت نہین لگائی اتفاقاً پیالہ گم ہو گیا اور اسوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا بہائی انکے پاس رہ گیا دوسرا یہہ رہنا تو انکے لئے موجب عین راحت اور سرور کا تہا دہ بہائی کو مدت کے بعد ملے تہے اگر وہ جانتے کہ یہہ میرے رکہنے کے لئے تدبیر ہے تو وہ ہزار جان سے خود کوشش کرتے -

تیسرا کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ حسب قانون حوالات یا جیلخانہ مین بہیجے گئے تہے - پس انکا وہان رہنا الٰہی منشاء کے موافق انکے باپ کے منشاء کے موافق انکے بہائی اور انکے اپنے عین خوشی اور راحت کا موجب تہا -

ﷺ اگر اسکو قصص مانے ایسے قصص قرآن مین نہ ہونے چاہئین -

جواب

یہہ قصہ نہین ہے اور قرآن مین ہرگز ہرگز کوئی قصہ بہی نہین شاید قصص کے معنے آپنے قصہ کئے ہونگے - قصص کے معنے ہین بیان کرنا - کیونکہ یہ لفظ قاف کی زبر (فتحہ) سے ہے - اور قصص جسکے معنے قصون کے ہین وہ قاف کی زیر (کسرہ) سے ہے -

مثلاً شراب کے معنے عربی زبان مین ہین کوئی پینے کی چیز - مثلاً آپ کتب طب مین دیکہہ لین کہ شراب النفسج شراب النیلوفر وغیرہ کے معنے ہین - شربت بنفشہ شربت نیلوفر وغیرہ - مگر ہندی مین شراب کے معنے وہ شراب ہین جس سے مستی ہوتی ہے -

اسیطرح مکر کے معنے ہین تدبیر مگر ہندی مین مکر کے معنے ہین دہوکہ فریب -

دوسرا قصہ کہانی مین جسکا حال بیان کیا جاتا ہے اوسمین اوس کے تمام و کمال حالات کا مفصل اور پورا پورا بیان کرنا مد نظر ہوتا ہے - مگر قرآن مجید مین جن لوگون کے واقعات بیان ہوئے ہین اُن مین یہ امر نہین پایا جاتا یہی واقعہ یوسف کا دیکہو اور اسکے مقابل قصہ یوسف زلیخا پنجابی اور فارسی کو دیکہو تو فرق نظر آجاوے -

لوگون کو لفظ قصص سے جسکے معنے ہندی مین قصہ رواج پاگئے ہین غلطی لگی ہے اصل مین احسن القصص کے معنے ہین عمدہ بیان عمدہ بات -

یہہ عقیدہ رکہنا کہ قرآن مجید مین قصص یعنے قصہ کہانی ہی ہین کسی مومن کو جائز نہین کیونکہ یہ عقیدہ کفار مکذبین قرآن مجید کا ہے جیسے قرآن مجید مین ہے وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۹ پ

جب ہماری آیات ان پر پڑہی جاتی ہین تو کہتے ہین یہہ (کہانیان تو ہمنے پہلے ہی سنی ہوئی ہین اگر ہم چاہین تو اسی طرح بیان کر سکتے ہین ان مین کوئی سوائے گذشتہ لوگون کی کہانیون کے اور تو کچہہ بہی نہین - وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا سورہ فرقان رکوع اول منکر کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کے قصے ہین جنکو اس (رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) نے خود بخود لکہہ دیا ہے اور وہ کہانیان وہی ہین جو یہود عیسائی وغیرہ لوگ اس رسول اکرم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو شب و روز سنایا کرتے ہین -

اصل بات یہ ہے کہ جسقدر واقعات گذشتہ کا ذکر قرآن کریم مین ہوتا ہے وہ تمام پیشگوئیان ہین جو دوسری طرز پر حضور رحمۃ العالمین نبی الامی کو قبل از وقت بیان کئے گئے ہین تاکہ ایمان والون کو موجب زیادت ایمان اور منکرین پر اتمام حجت ہو کر موجب پورے خسران کا ہون -

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

چنانچہ یہ سورہ یوسف بہی حضرت سرور عالم کے پیش آیندہ واقعات کے لئے پیشگوئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مین بتلائی گئی ہے اور یہہ پیشگوئی اور بہی عظیم الشان ہو جاتی ہے جبکہ یہ دیکہا جاوے کہ کس زمانہ مین یہ پیشگوئی کی گئی - یہہ سورہ شریف مکہ مین نازل ہوئی جبکہ حضور رحمۃ للعالمین اور آپ کے اتباع کو مسر رکہنے کی جگہ بہی نہ ملتی - اور بعض صحابہ باجازت حضور بڑی بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد حبشہ مین ہجرت کر گئے اور بعض انواع اقسام کی تکالیف کفار کے ہاتہہ سے دیکہہ رہے تہے -

چنانچہ اللہ تعالےٰ ابتدائی سورہ مین ہی اس کا پیشگوئی ہونا بیان فرماتا ہے اور اخیر مین بہی مکرر فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۱ - یعنے ہم تمپر عمدہ بات بیان کرتے ہین یعنے تمہاری آیندہ ترقی کے لئے اطلاع دیتے ہین اسلئے کہ ہمنے تمپر یہہ قرآن وحی کیا یعنے یہ مشکلات تمکو نزول نبوت و قرآن کے سبب پیش آئی - کیونکہ قبل اظہار دعوئے نبوت اس قسم کی کوئی تکلیف نہ تہی - اگرچہ تو قبل نازل ہونے اس بیان کے آپنے آنے والے حالات سے بے خبر تہا - اگر اس بے خبری کے معنے لئے جاوین - قصہ یوسف علیہ السلام کا - تو وہ تو علم مشہور تہا - اوس سے کیسے بے خبری ہو سکتی تہی بلکہ کفار بہی قرآن مجید سنکر یہی کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کی کہانیان سنکر بیان کر دیتا ہے سو ہم بہی بیان کر سکتے ہین - پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ - سورہ یوسف رکوع ۲ -

یعنے یوسف ؑ اور اسکے بہائیون کے حالات بیان کرنے مین نشان ہین اُن صحابہ کے لئے جو تکالیف کفار سے تنگ آکر اپنی مخلصی کے زمانہ سے سوال کرتے ہین - پہر اخیر اسی سورۃ کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے -

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۱۳ پ

یہہ واقعات چہپی ہوئی پیشگوئیون مین سے ہین جسکی ہم نے تمپر وحی کر دی ہے - پہر فرمایا لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ۱۳ پ یعنے ان واقعات کے بیان کرنے مین عقل والون کو اس بیان سے آگے گذر جانا چاہئے یعنے داناکو چاہئے کہ اسکو قصہ کہانی نہ سمجہے یہ بات بناوٹی نہین بلکہ یہ واقعات اون واقعات کی تصدیق مین جو آیندہ پیش آنے والے ہین -

یہہ آیات بتلا رہی ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آیندہ پیشگوئیان اس سورہ مین ہین -

اب آپ واقعات پر غور فرماوین مین چند واقعات بطور نمونہ لکہہ دیتا ہون - اول لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ جیسے یوسف کے بہائیون نے اسکے تکلیف دینے مین کوئی حیلہ و تدبیر اٹہا نہین رکہی اسیطرح تیری برادری بہی تیرے ساتہہ معاملہ کر گئی دوسرا - اقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا .... وَالْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - بہائیون نے مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا کسی دور ملک مین پہونچا دو .... اور اسکو کسی کنوئین کے طاق مین رکہدو -

اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہی برادری کے لوگون نے دار الندوہ مین مشورہ کیا جسکا ذکر وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ۹ پ یعنے کفار نے تیری برخلاف تدابیر تیری قید یا قتل یا نکالدینے کی کین -

تیسرا - وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - اتفاق رائے اسپر ہوا کہ یوسف کو ایک طاق مین جو کنوئین مین کر دیا - اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہی وقت ہجرت غار ثور مین رہے -

چوتہا - جسطرح یوسف علیہ السلام کو وطن چہوڑنا پڑا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی ہجرت کی -

پانچوان - جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی بعد ہجرت ہوئی اسیطرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی بعد ہجرت شروع ہوئی -

چہٹا - جیسے حضرت یوسف ؑ کے بہائی قحط کے وقت انکے پاس غلہ کے لئے گئے - اسیطرح قریش نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قحط کی فریاد کی مگر یوسف ؑ نے محدود غلہ دیا - اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قحط سالی دور ہو گئی -

ساتوان - جیسے یوسف علیہ السلام کا بعد ہجرت مصر ہی وطن ہو گیا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہی ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ ہی وطن ہو گیا

آٹہوان - جیسے یوسف ؑ کو اپنے بہائیون پر ان دکہہ دینے والون پر آخر فتح ہوئی اس سے بڑہ چڑہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخالفین مکہ پر فتح ہوئی بلکہ اونکو صرف بہائیون پر اور آپ کو تمام شہر پر فتح ہوئی -

نوان - جیسے یوسف ؑ کے بہائیون نے عذرداری کے ادا اسکے جواب مین انہون نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فرمایا اسیطرح اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر کیا اور حضور نے بہی وہی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فرمایا یعنے آج تم پر کوئی [illegible] نہین -

الراقم

حکیم مفضل الدین از قادیان

خط و کتابت

مولوی ناظم علیہ الاسلام صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش آنکہ پہلے بھی بنسبت زکوٰۃ دو قسم اراضیات ایک وہ جو ہمہ لوگوں نے اون کے انہار تیار کرکے آبپاشی کرتے ہین اور سرکاری مالیہ ادا کرنے کے ذمہ وار ہین۔ دوم شاہ نہری اراضیات جو پہلے بارانی تھی اور اب سرکار نے نہر کھدوا کر آبیانہ اور مالیہ بھی وصول کرتا ہے اور علاوہ ازان اگر کسیقدر پانی کا نقصان ہوا تو آبضائع لگتا ہے اور درستی پل وغیرہ بھی زمیندار کے ذمہ ہے قسم اول کا دسوان حصہ زکوٰۃ ہے یہ اختلاف ہے اور قسم دوم کی کوئی ۱/۲۰ اور کوئی ۱/۴۰ بتاتے ہین جناب نے پہلے مختصراً قسم آخر کی نسبت بھی ارشاد فرمایا تھی مگر اسمین ذرا تفصیل بالخصوص ضروری ہے اسلئے عرض ہے کہ الحکم کے ذریعہ بجواب سوال ہذا تحریر فرما کر ممنون فرماوین مدت سے انتظار ہے جملہ احباب احمدی کو سلام علیکم پہونچے

الراقم ملک عادل شاہ احمدی حرنگ زئی۔
تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

جواب ۱۔ اراضیات خراجی پر جنپر سرکار نے معاملہ لگایا ہے کوئی زکوٰۃ عشر وغیرہ نہین کیونکہ خراج اور عشر جمع نہین ہو سکتے لا یجتمع العشر والخراج رد المختار شرح در المختار باب العشر خواہ زمین بارانی ہو خواہ چاہی خواہ نہری۔

۲۔ جن اراضیات پر معاملہ سرکار نہین جیسے سماقیات وغیرہ اونپر عشر ہے ان المانع عن وجوبہ (العشر) کون الارض خراجیۃ رد المختار باب العشر یعنی کوئی مانع نہین وجوب عشر سے تب ہی مستثنیٰ ہو سکتی ہے جبکہ خراجی ہو۔

۳۔ جن اراضیات پر محنت کر کر پانی ڈالا جاوے جیسے چاہی یا پینے نہر یا جہلار کہو کر یا کسی اور تکلیف سے اوپر زکوٰۃ نصف العشر یعنی بیسوان حصہ ہے۔ بشرطیکہ تعداد غلہ بعد وضع خرچ ساڑھی بائیس من سے کم نہو۔

(۴) جن اراضیات کی آبپاشی بلا محنت ہوتی ہے جیسے بارانی یا چاہیہ (جو محتاج آبپاشی نہین) اونپر زکوٰۃ عشر یعنے دسوان حصہ ہے بشرطیکہ بعد وضع خرچ تعداد غلہ عصب من ساڑھے بائیس من سے کم نہو

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری۔ ترجمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بادل یا چشمہ سیراب کرین یا جو زمین خود ہناک (چاہیہ) ہو اسپر دسوان حصہ ہے اور جو زمین پانی کسی جگہ سے نکال کر مشقت کے ساتھہ سیراب کی جاوے اوسپر بیسوان حصہ زکوٰۃ ہے۔ وعن سہل بن ابی حثمۃ قال امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خرصتم فجذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ وصححہ ابن حبان والحاکم

یعنے کل پیداوار سے تیسرا حصہ یا چوتہا حصہ وضع کر کر باقی پر زکوٰۃ لینی چاہیئے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولہ من حدیث ابی سعید لیس فیما دون خمسۃ اوساق من تمر ولا حب صدقۃ

یعنے اگر تمر یا غلہ پانچ وسق سے کم ہو تو اوس مین زکوٰۃ نہین

عن ابی موسی الاشعری ومعاذ رضی اللہ عنہما ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لہما لا تاخذا فی الصدقۃ الا من ہذہ الاصناف الاربعۃ الشعیر والحنطۃ والزبیب والتمر رواہ الطبرانی والحاکم

یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ زمین مین سوائے جو۔ گیہون۔ میوہ۔ کھجور کے صدقہ نہین ہے یہہ کل احادیث بلوغ المرام کتاب الزکوٰۃ سے نقل کی گئین۔

فضل الدین حکیم

سودیشی تحریک اور مسلمان

اس عنوان سے ایک پرانے باخبر وقائع نگار نے ایک آرٹیکل لکھکر الحکم مین شائع ہونے کیلئے بہیجا ہے جو امید ہے نہایت دلچسپی سے پڑہا جائیگا۔ اس مضمون کے لکھنے والے ایک معزز رئیس اور نہایت سمجھدار آدمی ہین بلکہ اگر مین غلطی نہین کرتا اور میرا قیاس صحیح ہے تو یہ وہی بزرگ ہین جنکے بعض پرانے مضامین کا کوہ نور مین چھپنے کا آجکل ان اخبارات مین حوالہ دیا جاتا ہے جو ہمارے مخالف ہین۔ مسلمان خصوصیت کر اسپر توجہ کرین اور فائدہ اٹھاوین۔ — ایڈیٹر

سودیشی تحریک نے ملک ہندوستان مین عجیب شور برپا کر رکھا ہے اسکے بانی مبانی ہندو قوم (بنگالی۔ آریا وغیرہ) ہین۔ مسلمان لوگ اس غوغا مین پیچھے ہٹے ہوئے ہین۔ مگر ہمارے ہندو بہائی اس میلے مین انکو بہی شامل کرنیکی کوشش کر رہے ہین اور کہین کہین مسلمانون کے خاص خاص آدمیون کی شمولیت سنی بہی گئی ہے اسلئے مین اس مضمون مین اس امر پر بحث کرنا چاہتا ہون کہ اس تحریک مین شامل ہونا ہمکو کہانتک مفید ہے

پہلے اس امر کی تحقیق مناسب ہے کہ یہ تحریک ہمارے ملک کیلئے کیسی ضروری ہے؟ اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ کوئی قوم یا ملک مرفہ الحال نہین ہو سکتا جبتک وہ اپنی ضروریات زندگی اور حسن معاشرت کے سامان خود ہی مہیا نہ کر سکے۔ اور ہمارا ملک بہی اس قابل نہین ہوا کہ وہ یہہ سب اشیاء بہم پہنچا سکے اور صدہا سال سے غیر ملکون کی اشیاء کے استعمال کے عادی ہو چکے ہین۔ بدین واسطہ یہ شور قبل از وقت ہے۔ اور انگلش قوم پر کسی ناراضگی کا باعث۔ اگر یہ غوغا ملکی فوائد کے خیال سے کیا ہوتا تو ضرور تہا کہ ہم اپنے استعمال کی اشیاء اپنی ہی ملک کی ساختہ مہیا کر لیتے۔ پہر ہم پر یہ تقاضا مناسب تہا کہ ہم اپنی ہی ملک کی ساختہ اشیاء کا استعمال کرین اور یا یہ کوشش ہوتی کہ ہمارا ملک اپنی ضروریات کے بہم پہونچانیکے قابل ہو جاتا۔ صاحب ہم عادی تو ہو چکے اس امر کے کہ مشین کا سلا ہوا کپڑا پہنین اور وہ ملتی ہے لندن کے بازار سے اور ہم خود ایک سوئی تک نہین بنا سکتے پہر ہمکو کہنا چاہیئے کہ ولایت کی بنی ہوئی چیز کا استعمال نکرو یہہ تو دہینگا دہینگی ہوئی۔ اس تجویز کا اجرا نہایت محال ہے۔

دوسرا امر جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے یہ ہے کہ مسلمان اس تجویز پر کہانتک عمل کر سکتے ہین اور اسپر عمل کرنیسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے واقعات پر غور کرنیسے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین تجارت صرف ہندوون کے ہاتھہ مین ہے مسلمانونکا اسمین کوئی حصہ نہین ہے مسلمان اشیاء کے خریدار ہین نہ کہ بائع۔ اسلئے ہم کو جو چیز جس دوکان سے ارزان ملے اسی سے خریدنی چاہیئے۔ کسی غریب مسلمان کو ایک دہیلہ کی شکرتری خریدنے کی ضرورت ہوئی۔ اور بازار مین گیا تو معلوم ہوا کہ دیسی کہانڈ ۲ ثار روپیہ کی ملتی ہے۔ پہر ولایتی دوکان پر گیا تو اس سے سفید اور عمدہ خوبصورت کہانڈ کا نرخ ۵ ثار معلوم ہوا۔ پہر فرمایئے وہ ۵ ثار خریدیگا یا ۲ ثار۔ ہان البتہ یہان یہہ کہہ سکتے ہین کہ وہ پہلی دوکان ہمارے ملکی بہائی کی ہے اور دوسری غیر ملک کے آدمی کی۔ مگر پہر ہمکو یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارے اون بہائی کا ہمارے ساتھہ کیسا سلوک ہے سوان کے برتاؤ سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب کے ظہور کے وقت سے ہمارے بہائی ہندو آریہ ہماری جان کے دشمن ہمارے مال کے دشمن ہمارے مذہب کے دشمن ہین اور یہہ عداوت گذشتہ مسلمان بادشاہون کے عہد سلطنت کی ناراضگی کا نتیجہ ہو جسکا ہم سے بدلا لیا جاتا ہے اور یہ ہندو سوامی صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہے اور آج ہمکو بہائی بہائی کہکر اپنے ساتھہ شامل کرنیکی کوشش کی جارہی ہے مگر کیا ہم ابہی تک ایسے ہی بے وقوف ہین جیسا کہ غدر کے دنوں مین تہے کہ ہندوؤن نے جہوٹی افواہین اڑا کر ان کو بہی شامل کر لیا۔ اور جو کچھہ بگڑا انہین کا بگڑا۔ اور کیا ہم اتنا بہی نہین سمجھتے کہ یہہ ساری کوشش ہندو اپنے لئے کر رہے ہین نہ کہ ہمارے لئے اور ستیارتہ پرکاش کے تیسرے سملاس کی باونوین (۵۲) دفعہ کی عبارت ہماری نظر سے نہین گذری کہ وید دین کی تحقیر کرنیوالیکو جلاوطن کر دینا چاہیئے اور آریہ صاحبان کے یہہ مقولے (کہ انکو سپین کیطرح انڈیا سے نکال دینا چاہیئے) یاد نہین رہے۔ اور ہندو اخبارات کہین حقیقت رائے کا اور کہین کرشنا کنواری کا قصہ درج کر کے ہندوؤن کو مسلمانون پر بہڑکا رہے ہین یہ کوئی پرانا واقعہ ہے۔ اور ہندو ڈپٹی کمشنر سے چپراسی تک مسلمانون کو اسی نظر سے دیکھتے ہین جیسا کہ بہیڑیا بکرے کو۔ پہر ایسی جلدی ہم ان کی زبانی اخوت پر کسطرح اعتماد کر سکتے ہین؟ خیر شاید ہم اپنی سادہ لوحی سے اسپر اعتبار ہی کر لیتے۔ مگر اسمین ایک امر کی تحقیقات ضروری ہے کہ اسمین کوئی پولیٹیکل تنازعہ تو نہین ہے تو یہ امر اخبارون سے بداہتاً ثابت ہے کہ بنگالیون نے لارڈ کرزن کی بعض کارروائی خصوصاً صوبہ بنگال کی تقسیم سے ناراض ہو کر یہ شور اٹھایا ہے۔

ہندوستان مین حکومت کرنیوالون مین سے اکبر ایک ایسا بادشاہ ہوا ہے جسنے اپنی غلط پالیسی کے باعث مغلیہ سلطنت کی جڑ ہندوؤن کو پکڑا دیا تہا اور عالمگیر اورنگ زیب ایسا بادشاہ گذرا ہے جو اس بنیاد کو پہر مستحکم کرنا چاہتا تہا مگر وہ اکیلا کیا کر سکتا تہا جبکہ پہلے ہی نقشہ بگڑ چکا تہا اور اوسکے بعد پہر کوئی اسکی پالیسی کا معاون اور قابل بادشاہ پیدا نہوا خیر انکو جانے دو ہمکو اپنی موجودہ سلطنت کی پالیسی کو دیکھنا چاہیئے کیونکہ انگلش قوم اپنی دانائی اور حسن تدبیر اور شائستگی دنیا کی سب قومون پر فوقیت رکھتی ہے۔ سو اس قوم مین سے بہی ایک غلط مدبر مگر نیک نیت (لارڈ رپن) ہندوستان کے حاکم ہو کر آئے جنکی غلط پالیسی نے اس ملک کی رعایا کو بہت کچھہ دلیر کر دیا تہا۔ کیونکہ یہہ ملک ہندوستان مختلف قومون اور مذہبون کی آبادی کا مجموعہ ہے اسپر حکومت کرنیکے لئے ایسے قواعد مفید نہین ہو سکتے جو ایسے ملک کے لئے جسمین ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے لوگ آباد ہون ضروری ہے اور لارڈ رپن لبرل خیال کے آدمی تہے اسلئے انڈیا مین حکومت انگلستان کا وہی طریقہ جاری کرنا چاہا۔ اور اسی سبب سے رعایا اور تعلیم یافتہ ہندوؤن کو یہہ جرأت پیدا ہو گئی کہ گورنمنٹ کے مقابلہ کیلئے نیشنل کانگریس وغیرہ سوسائٹیان قایم ہو گئین۔ اب لارڈ کرزن جو ہندوستان کے حاکم ہو کر آئے تو انہون نے ہندوستان کے مناسب حال حکومت کا ڈہنگ جاری کرنا چاہا اسلئے انکو وہی حالت پیش آئی جو اکبر کے بعد عالمگیر کو پیش آئی تہی اور عالمگیر کا بدلہ تو ہندو بہائی ہم سے لے رہے تہے اور لارڈ کرزن کا بخار انگلش قوم پر نکالنے لگے۔ میلان حضرات سے کوئی پوچھے کہ اگر بنگال کے دو صوبے ہو گئے تو تمہارا کیا نقصان ہوا۔ پنجاب مین سے سرحدی صوبہ جدا ہو گیا تو ہمارا کیا بگڑا۔ گورنمنٹ نے اپنے ملک کا جسطرح چاہا انتظام کیا۔ جہان گورنمنٹ دو حاکمون کے ذریعہ انتظام کر سکتی ہے۔ وہان ہم کسطرح کہہ سکتے ہین کہ وہ توڑ ایک ہی ہے۔ اور اخبارات سے ایک بڑی وجہ اس شورش کی یہہ بہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جدید صوبہ مین مسلمانون کی آبادی زیادہ ہے اور اس شرکت سے مسلمانون کے حقوق کو ہندو لوٹ رہے تہے اور عادل گورنمنٹ کا یہہ ضروری فرض ہے کہ رعایا کی کل قومون کے حقوق کی حفاظت کرے۔ سو یہی پالیسی یہان بہی ملحوظ رکہی گئی ہے جس پر یہہ شور اور واویلا مچا۔ پہر ہم بڑے بیوقوف ہونگے اگر ہم اپنے ان بہائیون کے اغوا سے جو ہمارے لئے زہر در حلوا کی مثال ہین۔ اپنے ایسے مہربان بادشاہ کی قوم سے مخالفت کرین۔ اور مخالفت بہی وہ جسمین ہمارا ذرہ برابر بہی فائدہ نہین بلکہ سراسر نقصان ہے۔ کیونکہ دولت ہے تو ان کے پاس۔ تجارت ہے تو ان کے۔ ہمارے پاس کیا ہے کہ ہم سودیشی تحریک کا شور مچاتے پہرین۔ پنجاب مین ہمارے پاس بڑا پیشہ زمینداری تہا وہ بہی انہین حضرات نے سود کی تلوار سے چہین لیا اگر کچھہ باقی رہ گئی ہے تو انہین لارڈ کرزن کی مہربانی کی بدولت ایکٹ انتقال اراضی بچ گئی۔ ورنہ آجتک وہ بہی تمام ہو جاتی۔ اگر ملازمت سے ہم کو بصد مشکل کہین حصہ ملتا ہے تو ہمکو چہین لینے سے دریغ نہین کرتے اب ہمارے پاس چہوٹے چہوٹے پیشہ نائی دہوبی۔ درزی۔ سقہ خدمتگار وغیرہ باقی ہین اسلئے سودیشی تحریک ہمارے کس کام آ سکتی ہے۔ ہمارے مسلمان بہائیونکو خوب خیال رکہنا چاہیئے کہ ملک ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ کا سایہ ابر رحمت سے کم نہین۔ مین یقین نہین کر سکتا کہ کسی اسلامی سلطنت مین بہی مسلمانونکو یہہ مذہبی آزادی اور امن و آسایش سے زندگی بسر کرنا نصیب ہو۔ پہلے تو مغلیہ سلطنت کے ضعف پر ہندو بہائی مسلمان بادشاہون

اپنے قومی بہائیون کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ ہرگز ہرگز کوئی مسلمان بہائی اس تحریک مین شامل نہو ہندوؤن کو اپنے حال پر چہوڑ دین جو وہ چاہین کرین۔ ؎ گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش۔ — راقم ایک مسلمان۔

حبوب اقتدار

المعروف بہ

اب کمزور نہ ہوگے

ایک گولی بعد فراغت کھالیجئے کمزوری سب کافور ہو سستی دور اور ایسی چکنا چور ہو۔ علاوہ ازیں گولیاں سرعت۔ رقت جریان احتلام کو نافع ہیں قیمت ۶۰ گولی عہ

مہت یاجی گرن اوشدھ نمبر ۱۲

مخصوص ان آدمیوں کے واسطے تیار کیگئی ہے جو سرعت کے شاکی ہیں۔ ۲۰ دن تک کھانے سے جریان سرعت کثرت سب دور ہوتے ہیں۔ سیر کو ایک یا دو گولیاں کھا کر حسب خواہش ہوتا ہے مقوی مفرح۔ اور بہی ہیں۔ دماغی کمزوری۔ لاغری ہمیشہ کی تکان۔ سستی نسیان چہرہ کی خشکی کھانسی نزلہ زکام۔ درد کمر ذیابطیس ہمیشہ کی بدلطفی وغیرہ کو مفید ہے۔ جوانی میں جو اپنا ستیاناس کر چکے ہیں انکے واسطے اکسیر ہیں قیمت ۶۰ گولی تین روپے (سے) ۲۰ گولی ایکروپیہ (عہ) زیادہ حالات کیواسطے فہرست طلب کریں۔

ٹھاکر دت شرما وید۔ ایڈیٹر طبی اخبارات دیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر۔ مالک دیش اپکارک اوشدھالیہ لاہور۔

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمعہ مفصلہ ذیل وجوہات کے
(۱) اس کا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے۔
(۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اسلیئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں ان کے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھے گا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلیئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں۔ ہماری کمپنی کی پراسپکٹس کا سرسری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کردیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھکر بھیجنے پر پراسپکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گا۔

گیان چند منیجر و ایکچواری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور ہونی چاہئیں۔

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا۔ اسکے استعمال سے کمی قوت باہ۔ دماغ کی کمزوری۔ خون کا کم ہونا۔ بدن کا کاہل رہنا۔ بہوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنے والوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے۔ قیمت دو درجن عیہ

طلاء طلسمی۔ یہ طلاء ان شخصوں کو مفید ہے۔ جو اپنی قوت جوانی کو زایل کر چکے ہیں خواہ کسی باعث سے زیادہ کہنا خلاف تہذیب ہے۔ صرف سات یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ عگہ۔ جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہے۔ اس کا نمونہ نہیں جا سکتا۔

نخل مراد۔ یہ وہ اعلی قسم کی مٹھائی ہے جو مشک عنبر و میوہ جات و مقویات سے مرکب کرکے طیار کی ہے۔ جو چند روز میں اپنا اثر دکھا کر بدن کو قوی کرکے باہ و دماغ کو ازحد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے۔ یکبس خورد ایکروپیہ یکبس کلاں دو روپیہ۔ تین روپیہ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جس کے چند روز کے استعمال سے۔ جالا۔ پہولا۔ دہند آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمی بصارت ناخنہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجیے۔ قیمت فی شیشی ایک تولہ عہ

سنون دندان۔ درد دندان۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا زرد ہو جانا۔ دانتوں کا سیاہ ہو جانا۔ گندہ دہنی کا ہونا۔ غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہو کر دانت مثل گوہر آبدار ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ مالک گڈھ ضلع دھلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے بلحاظ قدامت اب اسنے ترقی کی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد عبد الصمد و محمد اسعد اللہ تاجران عطر قنوج

کارخانہ عطر فرحت افزا انسیم

مختصر فہرست یہ ہے۔

گلاب	۶ر سے عہ	مشک عنبر	عہ ر سے عہ ر
کیوڑہ	عہ ر لعہ صہ ر	مرتت	۶ر ر ر ر
موتیا	۶ر ر ر ر	باندلی	عہ ر سے ر
حنا	۶ر لعہ ر ر	خس	عہ ر ر ر

اگر آپ کو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا انسیم کو منگوائیے۔ روح خوش ہو جاوے گی چنبیلی ۸ر سے ۴ر تک۔ عطر تیل فی شیشی ۸ر مفصل فہرست منگوانے سے بھیجی جاوے گی

المشتہر
منیجر کارخانہ فرحت افزا انسیم قنوج

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلاصہ یہ کہ جب پہلی مرتبہ حضرت اقدسؑ دہلی تشریف لے گئے تھے اوسوقت اور اس سفر کے وقت دہلی کیحالت مین زمین آسمان کا فرق تہا۔ اسوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب زندہ تھے جو اول الکافرین تھے۔ لیکن آج وہ کسی قبر مین پڑے ہوئے خدا کے استہزا اور جری اللہ کی پیشگوئی (تخرج الصدور الی القبور) کی صداقت دکہا رہے تھے اور ان کی قبر اہالیان دہلی کو زبان حال سے کہہ رہی تہی۔

من نکردم شما حذر بکنید

مگر اس صدائے حال کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے تہے اور سن سکتے تہے جو دل مین خوف الٰہی رکہتے ہون۔ سچ سچ کیا یہہ عظیم الشان معجزہ اور کرامت حضرت مسیح موعود کی نہین کہ وہ دہلی مین داخل ہوتے ہین اور اپنے اول الکافرین کو مردہ پاتے ہین۔ یہ سچ ہے کہ فنا اور موت کا ہاتھ سب پر یکسان حکمران ہے لیکن صادق کے سامنے صادق کے مکذب اور مکفر کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی امر نہین۔

مولوی محمد بشیر صاحب جو ۱۸۹۱ء مین وفات مسیح پر بحث کرنے کے لئے بہوپال سے عارضی طور پر آئے تہے اب دہلی مین مستقل طور پر مقیم تہے لیکن انہین جرأت اور حوصلہ نہین ہوسکتا کہ آپ سے آکر ملین اور چودہ سال گذشتہ کے واقعات کو دہرائین۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اوسوقت دہلی مین شیخ الکل کی ہاگ ہاتھ مین لئے ہوئے اسے جو چاہتا تہا کراتا تہا حضرت اقدسؑ کے اس سفر دہلی مین دہلی تو پہونچا لیکن چند گہنٹون کے سوا زیادہ قیام نہین کر سکا۔

مولوی عبدالمجید صاحب جو اسوقت آپ کی مخالفت مین نمایان حصہ لیتے تہے آج دہلی مین زندہ تو موجود ہین۔ مگر اس سے پہلے کہ حضرت اقدس دہلی مین رونق افروز ہون مولوی عبدالمجید صاحب وہان کے ایک حافظ عیسائی سے وفات مسیح کے مسئلہ مین ایسی شکست فاش کہا چکا ہے کہ اب بجز خاموشی کے اور اسے چارہ ہی نہین ہے۔

مرزا حیرت جو دہلی کا خاص تحفہ ہین ۱۸۹۱ء مین اصل مسیح بن کر فتح پوری پر نزول فرماتے تہے۔ اور مسلمانون کے عقیدہ نزول مسیح کی گویا پہبتیان اڑاتے تہے وہ اب بہی زندہ سلامت موجود تو ہین مگر بعالم دیگر و برنگ ثانی جلوہ گر ہین وہ جوش اور خروش تو ہے نہین لیکن پہر بہی البتہ چپکے نہین رہے اور ساری دہلی کا کفارہ ہوکر اشتہار نکال ہی بیٹہے۔ اسکا مفصل ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔

غرض

وہ جوش اور سرگرمی جو مخالفت مین چودہ برس پیشتر تہی آج نہین اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور اسکا خاص نفعل ہے جسکے اسرار سے ہر شخص آگاہ اور واقف نہین ہو سکتا۔ یہہ انقلاب تہا جو دہلی کی حالت مین واقع ہوچکا تہا۔ دہلی پہلی سی دہلی ہی نہ تہی گویا اسکی مخالفت اور عداوت کا سٹیم سرد ہو چکا تہا۔ وہ دہلی جہان حضرت اقدس اور آپ کے کسی خادم کو نکلنا ایک وقت دشوار اور خطرہ جان نظر آتا تہا اب وہان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بے خوف و خطر امن وچین سے پہرتے اور باہر جاتے تہے اور گہر پر صدہا اشخاص جن مین ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگ ہوتے آتے۔ سوالات پوچہتے اعتراض کرتے مگر ان کے کلام مین نرمی رعایت ادب ہوتی اور دلون مین ایک خاص جوش قبولیت اور اصل حال معلوم کرنے کا پایا جاتا مین خود اپنا عجائب پسند دل لیکر شہر کے مختلف حصون مین گیا۔ مختلف آدمیون سے ملا۔ مگر مین حیران ہوتا تہا جب ۱۸۹۱ء کے سنے ہوئے حالات مین اور ۱۹۰۵ء کے چشم دید حالات مین انقلاب عظیم پاتا تہا۔ دوسرے الفاظ مین ان واقعات اور حالات کی وہی صورت تہی جو

پُرانی اور نئی دہلی

کی ہے۔ اب مین ضروری سمجہتا ہون کہ دہلی کے قیام کے حالات بیان کرکے ناظرین الحکم کو محظوظ کرون۔

دوسرے احباب ہرچند دہلی جانے کی عام اطلاع مشتہر نہوئی تہی اور حضرت نے منع کر دیا تہا کہ کسی کو اطلاع نہ دی جاوے وجہ یہہ تہی کہ ممکن ہے ارادہ فسخ ہو جاوے تو دوسرے احباب کو تکلیف ہو تاہم پہلے سفر کے متعلق جو ملتوی ہو گیا تہا جہان جہان اطلاع پہونچی احباب وہان سے کئی روز پیشتر سے آپہونچے تہے چنانچہ مظفرنگر سے میان عبدالخالق صاحب جو دہلی کی جماعت مین ایک سرگرم اور باہمت نوجوان ہین مع بعض دوسرے احباب کے آئے ہوئے تہے ایسا ہی خانصاحب مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی بہی پہلے سے دہلی پہونچے ہوئے تہے۔ شام کو وہ بہی خبر سنکر حضرت اقدسؑ کی فرودگاہ پر آپہونچے اور احباب سے ملکر از بس محظوظ ہوئے۔ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب دہلی پہلے آئے تہے لیکن شیخ اسٹیشن امرتسر پر ڈاکٹر کو انہین اطلاع ملی کہ حضرت دہلی کو چلے گئے ہین وہ واپس چلا گئے اور رات کو دہلی آپہونچے۔

تازہ رؤیا ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکہا ہے کہ تہوڑے چنے بہونے ہوئے سفید ہین اور ان کے ساتہہ منقہ بہی ہے فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ چنے موتی۔ بینگن یا پیاز خواب مین دیکہین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن چونکہ ساتہہ منقہ بہی ہے جو دل کو تقویت دینے والی شے ہے۔ اور اسکا دیکہنا اچہا ہے فرمایا اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر مکروہ چہوٹا یا بڑا درپیش ہے مگر جیسا کہ رؤیا مین دکہایا گیا ہے کہ چنون کے ساتہہ منقہ بہی ہے اس سے یہ بشارت ملتی ہے کہ وہ کراہیت اسکی انشاءاللہ جاتی رہیگی۔

فرمایا انسان کے ساتہہ مکروہات عالم کا سلسلہ تو لگا ہی ہوا ہے اس سے یہ الگ نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے تو یہہ نہین ہوسکتا۔ ہان یہ سچ ہے اگر مکروہات کا سلسلہ پیش آجاتا ہے تو اسکے بعد آسایش اور آرام کا سلسلہ بہی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے ان مع العسر یسراً یہہ زندگی کا چکر ہے جب تنگی کا زمانہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ اسکے بعد فراخی بہی ضرور آئے گی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ تنگیون اور تکلیفون کا زمانہ ہی انسان کو انسان اور بندہ بناتا ہے ورنہ اگر کوئی غم ہم نہ ہو تو انسان خدا سے بالکل دور چلا جاوے۔ مومن کی شان اس سے نرالی ہے وہ جس جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کو دیکہتا اور اسکے انعامات کو پاتا ہے اسیقدر وہ اسکے قریب ہوتا ہے اور اپنی وفاداری اور اخلاق واخلاص مین زیادہ ترقی کرتا ہے۔

سیر دہلی اور زیارت قبور مکرمی مفتی صاحب نے

سیر دہلی کے لئے بعض احباب کی خواہش پاکر اجازت چاہی اسپر آپ نے فرمایا کہ مین خود آتا ہون۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے مردانہ مکان مین تشریف لائے اور سیر دہلی کے تذکرہ پر فرمایا لہو ولعب کے طور پر پہرنا درست نہین یہہ فضول بات ہے مین اسکو پسند نہین کرتا۔ ہان یہان اکثر اولیاء اللہ اور اکابران امت کے مزار ہین ان پر جانے کا ہمارا بہی ارادہ ہے وہان ہو آئین۔ ایک فہرست ان مزارون کی طیار کرو۔ جہان جانا ہے چنانچہ اسی وقت مفصلہ ذیل بزرگون کے نام لکہائے کہ ان قبور پر چلنا چاہئے۔ ۱۔ خواجہ باقی باللہ صاحب ۲۔ خواجہ میر درد صاحب ۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب ۴۔ خواجہ نظام الدین صاحب ۵۔ جناب خواجہ قطب الدین صاحب ۶۔ نصیرالدین صاحب چراغ دہلی رحمہم اللہ اجمعین اس فہرست کے طیار ہو جانے پر گاڑیان منگائی گئین اور حضرت اقدس اپنے خدام کے ہمراہ جناب میر ناصر نواب صاحب کی رہبری سے زیارت قبور کے لئے چلے۔ اور یہہ قرار پایا تہا کہ سب سے اول خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر جائینگے وہان سے خواجہ میر درد صاحب کے مزار پر۔ سلطے قدیم باغ مین سے ہوتے ہوئے خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر پہونچے۔ راستہ مین زیارت قبور کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچہہ فرمایا وہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے جو حضرت کے ہمراہ گاڑی مین اندر بیٹہے ہوئے تہے نوٹ کیا۔

فرمایا۔ قبرستان مین ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کیلئے ایک سنت ہے یہہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے اور اس کیوجہ اسکے دل پر عمدہ اثر پڑتا ہے انسان اس دنیا مین ایک مسافر ہے آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے

السلام علیکم یا اہل القبور من المومنین والمسلمین وانا انشاءاللہ بکم لاحقون

انسان قبر پر جاکر اہل قبر کی مغفرت اور ترقی درجات کیلئے دعا کرے درود شریف بہی ایک دعا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا مین بہت سے ہادی اور رہبر تسلیم کئے گئے ہین اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ تو ایک مسلم سلسلہ ہے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم پر نظر کرتے ہین تو بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ

کامل آپ افضل الرسل ہین

کوئی موقعہ اور مرحلہ انسانی زندگی کا ایسا نظر نہین آسکتا جس مرحلہ پر آپ نے انسان کو روحانیت کا سبق بتایا ہو اور کوئی نہ کوئی عمدہ اور پاک تعلیم آپ کی وہان موجود نہو۔ سچ مین واقعات مین عسر مین یسر مین۔ گہر مین بازار مین مسجد مین۔ مسجد سے باہر ہر کام کے شروع کرتے وقت یہانتک کہ ان اوقات مین بہی جو انسان کی انتہائی درجہ کی بے تکلفی اور علیحدگی کے ہوتے ہین وہان بہی اسوقت کے حسب حال سبق دے اور دعا تعلیم کی۔ یہ امر کسی نبی اور راستباز کی زندگی مین نہین ملیگا۔ یہ فخر اور یہا فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔

مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف (سیرۃ) کو جب اس پہلو سے دیکہتا ہون تو بے اختیار ہو کر کہنا پڑتا ہے

اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد وبارک وسلم

بہت کم لوگ ہین جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو اس نظر سے دیکہا ہو اور آپ کی تعلیم کردہ دعاؤن کو آپ کی سیرۃ کا ایک ورق سمجہ کر مطالعہ کیا ہو۔ یہہ مضمون بڑا لذیذ اور پر ذوق ہے مگر افسوس ہے اس محل پر اسکے لئے بہی بحث کی گنجایش نہین ہے یہہ مینے محض اس سلسلہ مین ذکر کیا کہ قبر پر جاکر بہی آپ انسان کو ایک سبق دیتے ہین۔ جو دعا اوپر بتائی گئی ہے اگر انسان اسکو ہیچ مچ مدنظر رکہے اور اسکے ذہن سے یہہ بات ایک لحظہ کے لئے بہی محو نہو کہ وہ ان شہر خاموشان کے رہنے والون مین ایک دن ملنے والا ہے اور ایک دن زمین کی پشت پر چلتا پہرتا بطن زمین مین جانے والا ہے تو اس سے بہتر واعظ انسان کی اصلاح کے لئے نہین ملسکتا۔ مگر ہم مین تہوڑے ہین جو اس امر کو مدنظر اور ملحوظ خاطر رکہتے ہین۔

غرض حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ہم سب لوگ جا پہونچے مزار پر تو تہوڑا ہی عرصہ ٹہیرنے کا موقعہ ملا لیکن الحکم کے ناظرین مین شاید بہت سے لوگ ہون جو حضرت خواجہ

(باقی آئندہ)

چھاونی انبالہ میں وحشتناک عذاب

یوں تو خدا کے سچے رسول حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے ناپاک سمندر میں ہر ایک ممالک کے مخالف غوطے کہا رہے ہیں اسی طرح انبالہ توپخانہ بازار بھی اسی مہلک مرض میں گرفتار ہے مگر یہاں مخالفت جہالت تعصب ہر سہ نے اپنا دخل کر رکھا ہے۔ تعصب کا یہ حال ہے کہ چند احمدی جو نووارد تھے مسجد میں نماز پڑھنے گئے اور ملا سے دریافت کیا کہ محمد یوسف احمدی کا مکان کونسا ہے مگر بجائے اس کے کہ وہ مکان بتادے کہنے لگا تم ہرگز اسکے پاس نہ جانا اور نہ اس سے ملنا وہ تو مرزائی ہے اگر تم ملوگے تو تم بھی مرزائی ہو جاؤ گے جہالت کا یہ حال ہے کہ دیویوں تک کی پرستش کرتے ہیں۔ مخالفت کا یہ حال ہے کہ اگر کسی دس برس کے بچے کے روبرو حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا جاوے تو وہ گالیاں دینے لگتا ہے اور بڑوں کا تو کیا کہنا اول تو لوگ اس قابل ہی نہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب کو سمجھ سکیں اور اگر دو چار ایسے بھی ہیں تو عوام کو بہکاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی کتابیں مت پڑھو انپر جادو کیا ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کی شان پاک میں بیہودہ الفاظ نکالتے رہتے ہیں۔ ۴ - اپریل ۵ء کے عظیم الشان زلزلہ نے ان لوگوں کی زبانیں بند کردی تھیں مگر جب زلزلہ کو ایک عرصہ گذرنے لگا تو انکی خباثت کا تھرمامیٹر بھی ۱۲۰ درجہ پر ترقی کر گیا۔ اور یہ مخالفین حسب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے پُر زور۔ دندان شکن لیکچروں سے بھی جب اپنی خباثت سے باز نہ آئے تو خدا کے سچے وعدے کا ظہور ہوا اور اس پاک معبود نے ایک قہری نشان ظاہر کیا۔ یعنے تاریخ ۲۲ فروری ۶ء کو بوقت ۷ بجے شام پلیگ کارنٹین کے پاس سے دہواں نکلنا شروع ہوا اور آسمان کی جانب روانہ ہوا اس دھوئیں میں اسقدر روشنی تھی جیسے کہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور ایسی گڑگڑاہٹ تھی کہ جیسے توپیں سر ہوتی ہیں یہ دھواں شمال سے اٹھکر جانب جنوب روانہ ہوا اسکے راستہ میں ایک پختہ عمارت تھی جہاں چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا تھا۔ اسکی چھت کو صاف اڑا دیا بس اسی پر خیر نہیں ہوئی وہاں سے یہ خدا کا زبردست نشان گورنمنٹ بوچری پر جا پڑا جو اس جگہ سے قریباً ۲ فرلانگ تھی اور اس پختہ عمارت کی چھت کو بالکل اڑا دیا۔ اور احاطہ کی ایک دیوار کو گرا دیا۔ اور دو تین آدمیوں کو خفیف سی چوٹیں بھی آئیں یہاں پر ہم بیل گاڑی کھڑی تھیں جنمیں ۳ کو الٹ دیا اور ایک عظیم الشان گیگر کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور ۷۰ - ۸۰ گیکیڑوں کے تنے توڑ دیئے۔ ترازو جو اس جگہ گڑا ہوا تھا اسکا ایک پلڑا قریب ایک فرلانگ باہر کھیت میں گرا۔ اسکے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدہ کو گرا کر یہ دہواں غایب ہو گیا۔ مخالفین کے دلوں میں اس قہری نشان نے ایک بڑی گھبراہٹ پیدا کر رکھی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے مامور کے طفیل سے ان آسمانی عذابوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۲۴ - فروری ۱۹۰۶ء

راقیمہ نیاز

احقر نصیر احمد ولد شیخ محمد یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ توپخانہ بازار کیمپ انبالہ۔

پٹیالہ کا سررشتہ تعلیم توجہ کرے

مجھے پٹیالہ کے غریب اور کمزور فرقہ مدرسین کیحالت زار پر توجہ دلائی گئی ہے جو اس قحط سالی اور گرانی کے زمانہ میں تین تین مہینے تک تنخواہ کو روتے رہتے ہیں اور انہیں ایک پائی نہیں ملتی۔ تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ وہ فرقہ جو نہایت ہی قدر سے دیکھے جانے کے قابل ہے جو گویا تہذیب اور تربیت کا روح رواں سمجھا جاتا ہے وہی نہایت لاپرواہی سے دیکھا جاتا ہے میں نے پچھلے دنوں اخبارات میں پڑہا تھا کہ پٹیالہ کی ریاست اپنے سررشتہ تعلیم کی تکمیل کی خاطر تین لاکھ روپیہ خرچ کرنے والی ہے مگر یہ عجیب تکمیل اور صلاح ہے کہ غریب مدرسوں کو تین تین ماہ تک تنخواہ بھی نہ ملے۔ مجھے امید کرنی چاہیئے کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پٹیالہ اس نقص کو جلد رفع کر دیں گے اور کل مدرسوں کو باقاعدہ تنخواہ ادا کرنے کے احکام نافذ کرکے شکرگذاری کا موقع دیں گے ورنہ ضرورتاً مجھے اس بدنظمی کے مفصل حالات اور اسباب بیان کرنے پڑیں گے اور شاید وہ بعض اہلکاروں اور ذمہ دار لوگوں کے لئے ناگوار ہوں میری غرض محض اس غریب فرقہ کی حمایت ہے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں اسلئے میں اسی نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔

درخواست نماز جنازہ غائب

گذارش یہ کہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء میری اہلیہ مسماۃ امتیاز النساء کا انتقال ہو گیا۔ لہذا احمدی جماعت سے نماز جنازہ اور دعاء مغفرت کا خواستگار ہوں۔ فقط

مرسلہ عبد المجید احمدی از اٹاوہ محلہ چوکر کنواں۔

درخواست دعا: منشی محمد منظور الٰہی صاحب کے بھائی کے دو بچے دو ماہ کے عرصہ میں فوت ہو چکے ہیں تیسرا بڑا لڑکا بھی علیل ہے۔ ناظرین الحکم سے صاحب موصوف دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

اپیل

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب حبیب الرحمان رئیس حاجی پورہ کے اس اپیل کو جو منسلک ہذا ہے۔ شایع فرمادیں کیونکہ شاید بہت سے دلوں میں ایسے خیالات ہوں۔ میرا جواب صرف یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کیا اپنی رائے سے نہیں کیا۔ والسلام

محمد علی

اپیل بحضور حضرت مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان سلمہ الرحمان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ عریضہ بغرض توجہ حضور ارسال ہے اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن امید ہے کہ اسکو پڑھکر جواب سے معزز فرمایا جائیگا۔ گذشتہ تاریخ کے الحکم میں خاکساران خاکپائے حضور کو ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مبارکباد و دیگر۔ ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اوس خط و کتابت کا تذکرہ کیا ہے جو مابین منشی انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن اور مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب ہوئی ہے۔ وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کا کچھ اس قسم کا تہا جو اس حال سے دور تھا جسکا مطلب خاکسار نے یہ سمجھا کہ منشی انشاء اللہ خان نے ریویو کو پسند کیا ہے اور وطن کے خریداران کو اسکی خریداری کے لئے توجہ دلائی ہے اور دو سو خریدار بہم پہونچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھکر یہ عاجز نہایت خوش ہوا اور اخبار وطن کی خریداری کا مصمم ارادہ کیا لیکن خاکسار کی یہ خوشی اوسیوقت رنج سے بدل گئی جبکہ اس خط و کتابت کو سنا اور وہ معاہدہ معلوم ہوا جو اون کے درمیان ہوا ہے کہ گویا ریویو کو ہمارے امام صادق اور رسول برحق کی پاک تعلیم۔ الفاظ۔ خیالات۔ اعتقادات۔ الہامات سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ہم کو جو خدا نے مسیح موعود دینے خوش کرنے یا بالفاظ دیگر آنسو پونچھنے کیواسطے ایک ضمیمہ شامل کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے جسکی اشاعت ہم خادمان ہی تک محدود رہے گی۔ اسقدر معلوم ہونیکے بعد مجھ خاکسار کیلئے ماتم تھا اور ہے میں اپنی اس حالت کو ظاہر نہیں کر سکتا جو بیخبر شکر ہوئی خدا تعالیٰ جو دلوں کے راز سے واقف ہے خوب جانتا ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہے چھوڑ دینگے تو وہ اور کونسی باتیں ہیں جنکی شاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہو کر بھی مل سکتا ہے کیا احمد سے علیحدہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے کیا احمد اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا کہ جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا اوس نے ہرگز حضور کو نہیں پہچانا اوسکا زبانی اقرار محض لاف ہے جسنے احمد کو چھوڑا اوس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا وہ ہرگز ہرگز آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے اور وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو اسوقت ہم میں موجود ہے پہر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہیں کر سکتا کیونکہ در اصل وہ ایک ہے۔ پہر کیا ایسا معاہدہ کرنے والے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہیں۔ یا منشی انشاء اللہ خان کی دو سو خریدار بہم پہونچانے پر ریجھ گئے ہیں۔ کیا اس خدائی سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ خان کی امداد پر منحصر ہے ریویو پہلے کیا تہا اور اب کیا ہے یہ ترقی اور قبولیت منشی انشاء اللہ خان کی وجہ سے ہوئی ہے ہرگز نہیں خدا تعالیٰ ہی سب کچھ کر رہا ہے۔ اور حضور کی دعائیں ہیں اور بس۔

ریویو صرف اسواسطے ہے کہ یورپ اور امریکہ میں عیسائیوں کے بناوٹی خدا کو انسان بنا دے جسنے بالآخر وفات پائی۔ کیا یہ عقیدہ ظاہر کرنے کے واسطے اون کے لئے کوئی راہ ہے حیکر وہ مسیح موعود کی پاک تعلیم کو ریویو سے علیحدہ کرینگے اور اگر ایسا نہ کیا تو پہر منشی انشاء اللہ خان کے بہم پہونچائے ہوئے خریدار قایم رہ سکینگے۔ ہرگز نہیں۔ کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا جناب ایڈیٹر صاحب و منیجر صاحب نے اپنی لیاقت ہی تک محدود سمجھ لیا ہے۔ اگر اون کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ یہ سب کچھ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یوں تو اون کو اختیار ہے کہ وہ علیحدہ رسالہ جاری کر دیں لیکن وہ بھی دوسرے اسلامی رسالوں کی طرح بے مغز اور بے برکت ہوگا۔ منشی انشاء اللہ خان کو اگر ضرورت ہے تو وہ ریویو کے مضامین جو اون کو پسند ہوں اپنے طور پر طبع کرا کر شایع کر دیا کریں احمدی فرقہ کا رسالہ اوسیوقت تک احمدی ہے جبتک احمد مسیح موعود کی پاک تعلیم اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ ریویو کے زیادہ خریدار پیدا کرنے کا یہ منشاء ہے کہ اسلام یا یوں کہو کہ مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت ہو اگر یہ نہیں تو پہر کچھ بھی نہیں۔ خدا کے لئے منیجر ریویو آف ریلیجنز حکم دیدیویں کہ وہ اپنے ان خیالات کو چھوڑ دیں۔ ورنہ جو رسالہ یا کتاب یا اخبار ہمارے سردار حضرت مسیح موعود کے ذکر اور تعلیم سے خالی ہے وہ ہمارا نہیں۔ ہمکو اوسکی ضرورت ہے جسمیں حضور کا ذکر ہو اور تعلیم ہو۔ جو ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ تک پہونچاتا ہے۔

یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو اپنی برادران سے کوئی بدگمانی نہیں ہے بلکہ جو ایمان حضور پر خدا تعالیٰ نے مجھکو بخشا ہے جسکی تصدیق میرا بال بال کر رہا ہے وہ گوارا نہیں کرتا کہ شہادت اسلام کا طریقہ ہمارے بہائیوں کیطرف سے ایسا رکہا جاوے و نقط برخوردار حبیب الرحمان سلمہ کو تپ آتا ہے قادیان ہی تپ شروع ہو گیا تہا اب تک برابر آتا ہے اوسکے واسطے دعا کریں اور نیز خاکسار کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔

بخدمت جمیع احباب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ دعا کا طالب

خاکسار **حبیب الرحمان** از موضع حاجی پورہ ڈاکخانہ پھگواڑہ

مورخہ ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء

مشاہیر اسلام

(بقیہ امام بخاری)

جامع صحیح بخاری

مضمون علم الحدیث کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہجرت کی پہلی صدی تک احادیث کی تدوین نہیں ہوئی۔ صحابہ کا خیال تہا۔ کہ اگر آثار نبوی مرتب کئے جائیں۔ تو ممکن ہے کہ آگے چلکر ایک زمانہ ایسا آئے کہ کلام الہی اور کلام نبوی میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ اور لوگ غلطی میں پڑ جائیں۔ علاوہ اس کے ابہی اہل عرب اس قدر متمدن نہیں ہوئے تہے۔ کہ کتابت اور جمع تصنیف کا عام رواج ہوتا۔ دوسری صدی میں جب علوم و فنون کی اشاعت اور تدوین کی بنیادیں پڑیں۔ اور کتابت کا عام رواج ہوا۔ تو جمع حدیث پر بہی لوگوں کو توجہ ہوئی امام مالک نے موطا میں اہل حجاز کی حدیثیں جمع کیں۔ ابن جریج نے مکہ معظمہ میں امام اوزاعی نے شام میں۔ سفیان ثوری نے کوفہ میں۔ اور ابو سلمہ حماد نے بصرہ میں۔ احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے۔ عبید اللہ بن موسی کوفی اور نعیم ابن حماد وغیرہ نے مسندیں مرتب کیں۔ اور دوسری صدی کے اختتام تک بیسوں مجموعے طیار ہوگئے۔

تیسری صدی میں امام بخاری کو جمع حدیث پر توجہ ہوئی۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت تک احادیث کے بیشمار مجموعے مرتب ہو چکے تہے۔ اس لئے امام صاحب نے اگر ان سے چہانٹ کر ایک مجموعہ تیار کیا تو یہ کوئی اہم کام نہ تہا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ دیکہنا یہ ہے کہ امام صاحب سے پیشتر اگرچہ متعدد مجموعے مرتب ہو چکے تہے۔ مگر انکی حالت کیا تہی؟ اور امام صاحب نے جو مجموعہ تیار کیا۔ اسکی حالت کیا ہے؟ اس پہلو سے اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری کی اصلی خصوصیت کیا ہے؟ اور امام صاحب کا یہ کام کس قدر اہم اور کس درجہ دشوار تہا؟ ہم اس مضمون میں اسی حیثیت سے صحیح بخاری پر نظر ڈالنی چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری کا اصلی نام اور احادیث و ابواب وغیرہ کی تعداد

صحیح بخاری کا اصلی نام یہ ہے:۔ الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسنتہ و ایامہ حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث کے مجموعہ کے لئے اس سے زیادہ مناسب۔ جامع اور واقعی نام نہیں ہو سکتا۔

صحیح بخاری میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں۔ جو چہ لاکہ حدیثوں سے منتخب کرکے درج کی گئیں۔ ایک سو ساٹہ کتاب ہیں۔ اور تین ہزار چار سو پچاس باب ہیں۔ ان تمام شیوخ کی تعداد جن سے صحیح بخاری میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ دو سو نواسی ہے ستر ہ سو چالیس مشایخ ایسے ہیں۔ جن سے مسلم نے روایت نہیں کی۔ صرف امام بخاری نے روایت کی ہے۔

ثلاثیات اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جو صرف تین راویوں کے واسطے سے امام صاحب تک پہونچی ہے۔ صحیح بخاری میں اس قسم کی بائیس حدیثیں ہیں۔ جن پر امام صاحب کو فخر ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجا فخر ہے۔

صحیح بخاری کی خصوصیات

امام صاحب جب حدیث پر متوجہ ہوئے تو بے انتہا مشکلات کا سامنا ہوا۔ انہوں نے دیکہا کہ جس قدر کتابیں مرتب ہوئی ہیں۔ وہ محض احادیث کا ایک مجموعہ ہیں۔ جن میں نہ صحت کا التزام کیا گیا ہے۔ نہ علت و ضعف سے بحث کی گئی ہے۔ اس قسم کے مجموعوں کا طیار کر لینا کوئی مشکل اور اہم کام نہ تہا۔ مشکل یہ تہا کہ ایک صحیح اور راسخ مجموعہ طیار کیا جائے۔ صحت کے علاوہ ترتیب کے لحاظ سے بہی منتظم اور مرتب ہو۔ صحیح آثار کی غیر صحیح سے تمیز کی جانے کا التزام ہو۔ کہ حتی المقدور اعلی اقسام کی حدیثیں درج کی جائیں۔

امام بخاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس التزام اور صحت سے حدیث کا ایک مجموعہ طیار کیا اس لحاظ سے یہ کام جس قدر اہم تہا۔ اسی قدر دشوار بہی تہا۔ امام صاحب نے نہایت کوشش اور جانکاہی سے اول لاکہوں حدیثیں جمع کیں۔ پہر نہایت دقت نظر سے ان پر نقادانہ نظر ڈالی۔ اصول و قواعد کے ساتہ ان سے دس ہزار حدیثیں منتخب کیں۔ اور ترتیب وار ایک جلد میں جمع کیا۔

امام بخاری نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے پہلا کام یہ کیا۔ کہ حدیث کے درجے مقرر کئے۔ اور ان کو مختلف قسموں میں منقسم کیا۔ صحت اور سند کے لحاظ سے کوشش کی کہ مستفیض[۱]، متواتر، حسن حدیثیں جمع کی جائیں۔ ان سے دوسرے درجہ پر صحیح حدیثوں کو لیا جائے مگر صحیح سے نیچے درجہ کی حدیثیں جیسے مطلق حسن وغیرہ کو صحیح بخاری میں جگہ نہ دی جائے۔ اگرچہ یہ التزام مسلم اور صحاح اربعہ میں بہی پایا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ موطا امام مالک بہی اس خصوصیت میں شریک ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس خوبی اور عمدگی سے امام صاحب نے اس التزام کو نباہا ہے۔ اسکی نظیر کوئی مجموعہ نہیں پیش کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اصح الکتب کے خطاب سے یہی کتاب سرفراز ہوئی۔

بخاری اور مسلم

حدیث کی چہ صحیح کتابوں میں خصوصیت کے ساتہ دو کتابیں زیادہ صحیح۔ مستند۔ اور قابل اعتماد تسلیم کی گئی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں کتابوں کی نسبتاً زیادہ صحت میں کسی کو کلام نہیں لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ صحیحین میں اصح کون کتاب ہے۔ عام طور سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ان دونوں میں صحیح ترین کتاب جامع بخاری ہے۔ لیکن بعض اہل مغرب کو اسمیں کلام ہے ان کا خیال ہے۔ کہ مسلم بخاری سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اس لئے یہاں ہم دکہانا چاہتے ہیں کہ یہ خیال کسی صورت صحیح نہیں ہو سکتا۔ بخاری کو مسلم پر فضیلت ہے اور اکثر حیثیتوں سے ترجیح حاصل ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکہنا چاہئے۔ کہ وجوہ ترجیح کیا کیا ہو سکتی ہیں؟ صحیح بخاری اور مسلم کا مقابلہ چند حیثیتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ حسن ترتیب۔ احادیث اور ترجمہ باب کا تناسب۔ عدم شذوذ و اعلال۔ قوت رواۃ۔ استنباط مسائل۔ اتصال اسناد۔ زبان صحت حدیث۔ پہلی دو حیثیتوں کو چہوڑ کر باقی ہر حیثیت سے بخاری کو مسلم پر فضیلت حاصل ہے۔ بخاری میں سوء ترتیب اور بعض موقعوں پر عدم مناسبت حدیث و ترجمہ باب کا عیب ضرور ہے مگر اس سے کتاب کی حقیقی خوبیوں پر پردہ نہیں پڑ سکتا صحیح بخاری اس رنگ اور التزام کی پہلی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے سامنے اس قسم کا کوئی نمونہ نہیں تہا۔ مسلم نقش ثانی ہے صحیح بخاری نے اس کے لئے راستہ صاف کر دیا تہا۔ ایک اعلی درجہ کا نمونہ پیش نظر تہا۔ اسلئے اگر ترتیب وغیرہ میں نسبتاً چند نقص پائے جاتے ہیں۔ تو انکی بنا پر امام صاحب پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اس قسم کی فروگذاشتوں کا ایک ایسی کتاب میں رہجانا ضروری لازمی امر ہے اور امام صاحب کی معذوری ظاہر ہے۔

مسلم کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی خوبیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ بیشمار ہیں۔ لیکن جن حیثیتوں کو ہم نے پیش کیا ہے ان کو پیش نظر رکہ کر اگر دیکہا جائے۔ تو سات خصوصیتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو صرف بخاری کا حصہ ہیں۔ مسلم کو ان میں شرکت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

(۱) امام بخاری کا اصلی مقصود اگرچہ احادیث صحیحہ کی تدوین ہے۔ مگر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ترتیب احادیث میں فقہی فوائد کو بہی ملحوظ رکہا۔ اس لئے ہم دیکہتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری کی ترتیب فقہی ابواب اور مسایل کے موافق رکہی گئی ہے۔ اور بعض ایسے باب پائے جاتے ہیں۔ جن کو مسایل قرار دیکر۔ ان کے جواز یا عدم جواز میں قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں۔ کہیں کہیں معلقات اور موقوفات سے حلت اور حرمت پر استدلال کیا ہے۔ اور ان کے متعلق اگر حدیثیں ملی ہیں۔ تو ان کو بہی پیش کر دیا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی ابتدا میں الایمان یزداد وینقص کو ایک مستقل مسئلہ فرض کرکے لیزدادوا ایماناً اور لیطمئن قلبی وغیرہ آیات اور اقوال صحابہ سے زیادت و نقص ایمان کو ثابت کیا ہے۔ اس خصوصیت کی بدولت صحیح بخاری تحقیق مسایل کا بہی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ بخلاف مسلم کے کہ اسکی اصلی غرض صرف احادیث صحیحہ کو ابواب فقہیہ کی حیثیت سے مرتب کرنا ہے۔ اس لئے مسایل کی تحقیقات کے حصہ سے بالکل خالی ہے۔

(۲) ایک بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ امام بخاری احادیث سے اس زمانہ کی طرز معاشرت کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور معمولی واقعات سے نہایت مفید نتایج نکالکر ہر نتیجہ کو الگ الگ بابوں میں درج کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ بریرہ کو جو حضرت عائشہ کی لونڈی تہی۔ کسی نے کچہ گوشت صدقہ کے طور پر دیا۔ حضرت عایشہ نے وہ گوشت آنحضرت کو یہ کہکر نہیں دیا کہ

"وہ یہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صدقہ نہیں کہاتے"، آنحضرت نے فرمایا کہ

"وہ بریرہ کے لئے بیشک صدقہ ہے۔ لیکن اگر بریرہ مجہ کو دے۔ تو میرے لئے ہدیہ ہے"

امام مسلم نے اس حدیث کو باب الصدقہ میں درج کیا ہے۔ مگر امام بخاری نے اس ایک حدیث سے متعدد نتایج پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف بابوں میں نقل کیا ہے ایک موقع پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے انکی لونڈیوں کو صدقہ دینا جایز ہے۔ کیونکہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیوں نے صدقہ لیا اور آنحضرت مانع نہیں ہوئے۔ ایک اور موقع پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو صدقہ دیا جائے

---

[۱] جس حدیث کو کم از کم تین جلیل القدر صحابیوں نے الگ الگ طریقوں سے روایت کیا ہو اور اس کے رواۃ میں روز بروز ترقی ہوتی گئی ہو۔ تو اس حدیث کو مستفیض کہتے ہیں۔ حدیث کی یہ اعلی قسم ہے۔ اگر تین سے کم مگر مشہور اصحاب سے مروی ہو تو اس کو متواتر کہتے ہیں جیسے انما الاعمال بالنیات ایک مشہور حدیث ہے جس کے اول راوی صرف حضرت عمرؓ ہیں[۲] ان سے صرف علقمہؓ نے روایت کی اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم نے۔ محمد سے فقط یحیی بن سعید نے اور یحیی سے بیشمار لوگوں نے روایتیں کیں۔ لہذا یہ حدیث متواتر ہے۔ متواتر کے بعد تیسرے درجہ پر حدیث حسن ہے۔ حسن۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جو مختلف طریقوں سے مروی ہو اور ہر طریق کی حدیث کا مضمون دوسرے طریق کی حدیث کی تائید کرتا ہو۔ اگر ایک ہی طریق سے مروی ہو تو اس کو "غریب مطلق" کہتے ہیں حسن کی دو قسمیں ہیں۔ صحیح اور مطلق حسن۔ صحیح وہ حدیث ہے جس کے بعض یا کل طریقوں کے تمام راوی ثقہ۔ عادل۔ غیر مجروح۔ غیر منکر۔ اور نیز راوی اول کوئی مشہور صحابی ہو۔ ساتہ ہی سلسلۂ روایت میں اتصال ہو مطلق حسن وہ حدیث ہے جس میں بعض شرائط نہ پائی جائیں ۱۲

اور وہ کسی ایسے شخص کو وہ چیز ہدیہ کے طور پر دے جس پر صدقہ حرام ہے۔ تو اس کا قبول کرنا جایز ہے۔

(۳) ایک باریک فرق **صحیح مسلم** اور **صحیح بخاری** میں یہ ہے۔ کہ جب کسی ایک شیخ کے شاگردوں سے یہ دونوں بزرگ روایت کرتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کے شروط کے مطابق ان میں عدل۔ ثقاہت۔ قوت حافظہ۔ سلامتی ذہن۔ تقوی۔ یہ تمام شرطیں ضروری پائی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ تمام شرطیں ہر راوی میں برابر درجہ کی نہیں ہو سکتیں۔ کوئی عادل ہے۔ کوئی زیادہ عادل ہے۔ کوئی بہت زیادہ عادل ہے۔ اس لئے **امام بخاری** جس احتیاط اور دقت نظر کے ساتھ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ **امام مسلم** میں نہیں پائی جاتی۔ امام زہری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اگرچہ سب کے سب معتبر رواۃ میں سے ہیں۔ لیکن اوصاف کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے ان کے مدارج باہم متفاوت ہیں۔ **امام بخاری** اول طبقے سے اصولاً اور دوسرے طبقے سے ضمناً روایت کرتے ہیں۔ مگر **امام مسلم** دوسرے طبقہ سے اصولاً۔ اور تیسرے سے ضمناً۔ اور پہلے طبقے سے کبھی کبھی روایت کرتے ہیں۔ اسماء الرجال کے ماہرین کو اس کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔

(۴) **بخاری** کی قدر و منزلت کا اندازہ **مسلم** کے مقابلہ میں اس حیثیت سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی رواۃ کی تعداد جن سے امام صاحب نے صحیح میں روایت کی ہے۔ چار سو تیس سے کچھ زائد ہے۔ اس تعداد میں سے صرف اسی راوی ایسے ہیں جنہیں علما نے کلام کیا ہے لیکن **مسلم** کے خاص راوی چھ سو بیس ہیں۔ ان میں ایک سو ساٹھ راویوں کو علما نے ضعیف قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ **امام صاحب** کے کمزور راویوں سے **مسلم** کے ضعیف رواۃ کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بخاری کے ضعیف رواۃ زیادہ تر بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ جن سے **امام صاحب** کی مدتوں صحبت رہی۔ ان کے حالات اور خیالات سے اطلاع حاصل کی۔ اس لئے قیاس اس امر کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہ امام بخاری جیسے نقاد مدتوں کی صحبت پر ان کے ضعف سے واقف نہ ہوئے ہوں۔ اور روایت حدیث میں تامل نہ کیا ہو۔ اس بنا پر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان راویوں کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں۔ برخلاف **امام مسلم** کے۔ کہ ان کے ضعیف راوی اکثر قدما میں سے ہیں۔ جنکی تنقید کا نہ ان کو موقع مل سکتا تھا۔ نہ ان کے حالات کی کافی اطلاع تھی۔ اس لئے اس صورت میں ان کے ضعف سے بے خبر رہنا زیادہ ترین قیاس ہے۔

(۵) علمانے **صحیح بخاری** اور **صحیح مسلم** کی تمام حدیثوں میں سے دو سو دس حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے صرف اسی بلکہ اسی سے بھی کم ضعیف حدیثیں بخاری کی ہیں اور ایک سو تیس حدیثیں صحیح مسلم کی۔

(۶) **بخاری** اور **مسلم** میں ایک بڑا نازک اور باریک فرق۔ ادبی حیثیت کا بھی ہے۔ ایک ہی حدیث کے مضمون کو دونوں کتابوں میں دیکھئے۔ بخاری کی طرز ادا۔ نشست الفاظ۔ سلاست بیان جس قدر پسندیدہ اور اعلیٰ ہوگی۔ اسکی نظیر مسلم میں کم ملے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ **امام صاحب** نے اس زبان کو پیش نظر رکھا۔ جو عہد رسالت۔ یا اس سے قریب تر زمانے میں مستعمل تھی۔ یعنے امام صاحب نے معانی حدیث کے ساتھ الفاظ حدیث کی حفاظت کا بھی اوروں سے زیادہ خیال رکھا۔

(۷) **امام مسلم** حدیث معنعن[۱] کے اتصال اسناد کے لئے راوی[۲] اور مروی عنہ کی صرف معاصرت کافی سمجھتے ہیں۔ بشرطیکہ راوی مدلس[۳] مشہور نہ ہو چنانچہ صحیح کے مقدمہ میں انہوں نے خود تصریح کر دی ہے مگر **امام بخاری** سلسلہ روایت کے اتصال کے لئے صرف معاصرت کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک مدلس نہ مشہور ہونے کے ساتھ دونوں کی ملاقات بھی ضروری ہے۔ چنانچہ **امام صاحب** نے تاریخ کبیر میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے ہم اس موقع پر اس اختلاف کے نتیجہ کو دکھانا کافی سمجھتے ہیں۔

امام صاحب چونکہ ملاقات کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ایسی حدیث معنعن کو جس کے راوی اور مروی عنہ کی باہم ملاقات ثابت نہ ہوئی ہو۔ اگرچہ راوی مدلس مشہور نہ ہو۔ متصل الاسناد تسلیم نہیں کرتے اور اس بنا پر اس کو صحیح بھی نہیں قرار دیتے کیونکہ صحیح ہونے کے لئے بالاجماع اتصال اسناد کی ضرورت ہے۔ مگر امام مسلم متصل مانکر صحیح احادیث میں درج کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ صحت اور احتیاط کے لحاظ سے جس قدر صحیح بخاری کا اصول تنقید موافق عقل ہے۔ اسی قدر مسلم کا اصول قیاس صحیح اور قواعد احتیاط سے دور ہے۔

امام صاحب اس پہلو پر غور کرتے ہیں۔ کہ صرف معاصرت کیونکر روایت حدیث کے لئے ہم کو اطمینان دلا سکتی ہے۔ جبکہ ممکن ہے کہ ایک ہی زمانے میں دو شخص ہوں۔ مگر انکی باہمی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اور ایک تیسرے شخص کی وساطت سے کوئی حدیث، ایک شخص تک پہنچ گئی ہو۔ یہ سچ ہے۔ کہ راوی **مدلس** مشہور نہیں ہے لیکن مدلس نہونا اس امر کے لئے کافی دلیل نہیں ہو سکتی کہ بغیر کسی واسطہ کے بذاتہ راوی نے مروی عنہ سے سماعت حدیث کی ہے۔ صرف ایک یہی اختلاف اس امر کے لئے کافی ہے کہ مسلم کے مقابلہ میں **امام بخاری** جمع حدیث میں کسقدر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور جو اصول تنقید قایم کئے ہیں۔ وہ کس درجہ مطابق عقل اور قیاس صحیح کے موید ہیں۔

ہم نے یہاں صحیح بخاری کی سات خصوصیتیں دکھائی ہیں۔ جو صحیح مسلم کو مقابلہ میں قابل توجہ ہیں۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے خطاب سے تمام کتابیں محروم رہیں۔ مگر صحیح بخاری کی صحت، احتیاط، قوت رواۃ، اتصال اسناد اور اس قسم کی اور بے نظیر خوبیوں نے خود کو اس معزز خطاب کا مستحق ثابت کیا۔ علمانے اس استحقاق کو بجا تسلیم کیا اور کلام اللہ کے بعد جگہ دی۔

امام صاحب نے اس کا بڑا حصہ مدینہ منورہ میں لکھا ہے۔ ترتیب سے پہلے تمام ضروری عنوان لکھ لئے تھے۔ ہر عنوان کے نیچے حدیثیں درج کرتے جاتے تھے جس عنوان کے متعلق کوئی حدیث نہ ملتی تو اس کو چھوڑ کر دوسرے بابوں کی ترتیب پر متوجہ ہو جاتے چنانچہ صحیح بخاری میں بعض عنوان ایسے پائے جاتے ہیں جنکے متعلق کوئی حدیث درج نہیں ہوئی۔

صحیح بخاری جب مرتب ہو گئی تو امام صاحب نے اپنے استاد علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل جیسے اکابر محدثین کی خدمت میں اس غرض سے پیش کیا۔ کہ ان بزرگوں کو نظر ثانی سے مزین ہو جائے۔ لیکن امام صاحب کی احتیاط اور تنقید نے صحیح کو اس درجہ اصح مرتب کیا تھا کہ صرف چار حدیثوں کو انہوں نے اس قابل بتایا کہ صحیح سے خارج کر دی جائیں۔ اگرچہ وہ چار حدیثیں بھی در اصل صحیح ہیں۔

صحیح بخاری کی شرحیں

صحیح بخاری کو جو حسن قبول حاصل ہوا اسکی ایک ادنی دلیل یہ ہے۔ کہ شارحین کی جتنی بڑی اور جس درجہ کی جماعت اسکو نصیب ہوئی شاید ہی کسی کتاب کو ملی ہو۔ نہ معلوم شرحوں کو چھوڑ کر کشف الظنون سے ان ترپن ۵۳ شرحوں کا پتہ لگتا ہے جو امام ابو سلیمان خطابی صاحب اعلام السنن۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ علامہ بدر الدین بن احمد عینی۔ امام محی الدین یحیی نووی۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علما اور محدثین کے قلموں سے نکلی ہیں۔

(الندوہ)

---

[۱] معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں جسکی اسناد عن فلان عن فلان کے ساتھ بیان کیگئی ہو ۱۲

[۲] یعنے جس سے روایت کیجائے۔ ۱۲

[۳] مدلس اس راوی کو کہتے ہیں جو روایت میں اپنے شیخ کا نام درمیان سے چھوڑ دے ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
یہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ یہ اک عبرت پیش جانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا یہ وہی زلزلہ تھا جسکی نسبت خدا تعالی نے اپنی وحی میں فرمایا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم اور بدر میں شایع کر دی تھی۔ سو الحمد للہ کہ وحی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا لیکن آج یکم مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا کی یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں۔ زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی سو وہ زلزلہ تھا جس کا موسم بہار میں آنا خدا تعالی کی وحی کے مطابق ضروری تھا سو آگیا۔ اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ **قیامت کا نمونہ** بھی اسی موسم بہار میں آوے اس لئے میں مکرر اطلاع دیتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہانتک میرا خیال ہے وہ دن نہیں ہیں تو بہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو اور ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں میں مت بیٹھو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائیگا اپنے **کامل** ایمان سے بچایا جائیگا۔ کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسیطرح **ناقص ایمان** تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں جو وفاداری کے اور صدق کے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیز پر مقدم رکھتے ہیں ان کے ایمان پر مہر لگاتی ہے۔ میں سخت دردمند ہوں کہ میں کیا کروں اور کسطرح ان باتوں کو تمہارے دلمیں داخل کر دوں اور کسطرح تمہارے دل کی صفائی کے لئے ہاتھ ڈالوں اگر کہو کہ ہم کیا کریں تو ہاں خدا نہایت کریم و رحیم اور وفادار خدا ہے لیکن اگر کوئی شخص حصہ خیانت کا اپنے دلمیں رکھتا ہے اور عملی طور پر اپنا پورا تصدق نہیں دکھلاتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا سو تم اگر پوشیدہ بیج خیانت کا اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری خوشی عبث ہے اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالی کی نظر کے سامنے نفرتی کام کرتے ہیں بلکہ خدا پہلے تمہیں ہلاک کریگا اور بعد میں انکو تمہیں آرام کی زندگی دیجو کہ نہ دیکر بے آرامی کے دن نزدیک ہیں اور ابتدا سے جو کچھ خدا تعالی کے پاک نبی کہتے آئے ہیں وہ سب ان دنوں میں پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لاوے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے اور کیا بد نصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کر دعوی کرتا ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو ناپاک اور دنیا سے آلودہ اور خیانتوں سے پر دیکھتا ہے۔ اور اس بعد تم لوگوں سے جنگ مت کرو۔ اور دعا میں مشغول رہو۔ گلے شکوے اور بدزبانی سے پرہیز کرو اور کسی کو دھوکہ مت دو۔ اور ڈرتے رہو جب تک وہ خوفناک دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارہ میں لکھا گیا ہو رد کرو کیونکہ اب خدا ان نکتہ چینیوں کا آپ جواب دیگا نیکی کرو ۔ بھلائی کرو۔ صدقہ دو۔ راتوں کو اٹھ کر اپنے یگانہ خدا کو یاد کرو۔ اور گناہوں کا پہاڑ بھی تم پر ٹوٹ پڑے تو ان کی طرف نظر اٹھا کر مت دیکھو۔ خدا کے غضب کے دن سے ڈرو سنسنی ہی کا نسخے ہیں۔ سو تم ڈرتے رہو۔ ان اللہ مع الذین ...

میگزین کا آئیندہ رنگ

جب سے الحکم میں وہ خط وکتابت شائع ہوئی ہے جو مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن اور مولوی محمد علیصاحب ایڈیٹر میگزین کے مابین ریویو کے مضامین کی ترمیم کے متعلق ہو چکی ہے اس وقت سے کوئی دن اور ڈاک خالی نہیں جاتی جسمیں اس ترمیم کے متعلق مختلف خطوط اعتراضوں کے مختلف پہلوئی ہو کر نہ آرہے ہوں + قوم میں ایک عام کھلبلی اس امر کے متعلق پیدا ہو گئی ہے کہ گویا انکا میگزین انکے ہاتھ سے جاتا ہے۔ ان تمام خطوط اور اس تمام حرکت کو دیکھ کر میں اور میرے محترم بھائی مولوی محمد علیصاحب اور دوسرے بزرگ جو اس رسالہ کی بہتری اور ترقی کیلئے دن رات فکرمند رہتے ہیں اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ قوم اپنے رسالہ کو نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتی اور ایک دم کیلئے بھی وہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اسکی موجودہ طرز ترتیب کو بدلا جاوے یہ امر ہم سب کے لئے نہایت ہی خوش کن اور ہمت افزا ہے یہی کسی دوسری جگہ ایک خط درج کیا ہے جس سے معلوم ہو سکیگا کہ قوم کے اندر کس قسم کا جوش رسالہ کے متعلق ہے یہ نمونہ ہے متعدد اور مختلف مقامات سے آئے ہوئے خطوط میں سے ایک کا۔ میں ان دوستوں کو جنہوں نے براہ راست مجھے یا مولوی محمد علی صاحب یا دوسرے بزرگوں اور خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے خطوط لکھے ہیں یقین دلاتا ہوں کہ مولوی محمد علیصاحب یا ہم میں سے کوئی شخص آن واحد اور طرفۃ العین کیلئے بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ ان معتقدات کو جنپر بفضلہ تعالیٰ ہم علی وجہ البصیرۃ قایم ہیں زبان قلم اور قلم زبان سے بیان کرنے میں کوتاہی کرے + جیسا کہ مولوی محمد علیصاحب کے اس خط سے جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں معلوم ہو جائیگا۔ ہماری غرض وغایت اگر اس تجویز سے جو مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے کی تھی یہ تھی کہ چونکہ وہ نیک نیتی اور اسلام کی حمایت و اشاعت کے خیال سے ایک ایسی بات پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے اصل مقاصد میں ہرج واقع نہیں ہوتا۔ اور ہم (جو اپنے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتحت اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بھوکے پیاسے ہیں) چاہتے ہیں کہ اسلام کا مقدس اور مصفا چہرہ دنیا کو نظر آئے اس جوش میں اپنی قوم پر یہ اعتبار اور بھروسہ کر کے کہ وہ ہماری کارروائی کو بحمد اللہ نیک نیتی پر محمول کرتی ہے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا لیکن یہ کبھی خیال نہیں کیا گیا کہ ہم ان مسائل کے بیان میں صاف صاف اتفاق سے کام لینگے جو اسلام کی جان ہیں اسلئے قوم کو ہر طرح سے مطمئن رہنا چاہیئے۔

ذیل کا خط جو ایڈیٹر صاحب میگزین نے مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب کو لکھا ہے واضح طور پر ان امور کی حقیقت کھولدیگا جو بعض دوستوں کے دل میں خلجان کرتے ہیں۔ مجھے اس خط کے درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا ہے کہ اگر چہ اتنک جس ہمت اور مستعدی سے قوم نے رسالہ کی سرپرستی کی ہے وہ میری کسی تعریف یا تحسین کی محتاج نہیں اور نہ ہمارے کام بحمد اللہ اس غرض کیلئے ہیں لیکن یہ امر واقعی ہے کہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ جس امام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ چکے ہیں اسکی قوت قدسی نے ان کے دلوں پر خاص اثر ڈالا ہے اس رسالہ کی اشاعت کی غرض یورپ امریکہ اور دیگر بلاد میں اسلام کا پیغام پہونچانا ہے اور پھر جب بے شمار روپیہ پر جو ہمیں ہمارا مولا انشاء اللہ ضرور دیگا۔ لیکن قوم کا فرض ہے کہ وہ ایک مرتبہ متفق ہو کر یہی کام کرے اور دوسری قوموں کو دکھادے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کام کرنیوالوں کے قویٰ پر کیا اثر ہوا کرتا ہے۔ یعنی پانچسو رسالوں کیلئے جو اپیل کیا تھا اسکے متعلق خطوط آرہے ہیں اور میں جلد اسکا نتیجہ شائع کرونگا صرف ایک شخص چودھری رستم علی صاحب نے ۵۰ رسالوں کی چندہ کا وعدہ فرمایا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء + اب میں وہ خط درج کر دیتا ہوں۔

وھو ھذا

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہونچا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس حصہ پبلک میں جو علماء کے زیر اثر ہے۔ اس سلسلہ کی کسقدر مخالفت ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں اور شب و روز یہی کوشش ہے کہ اس سلسلہ کو بدنام کیا جاوے اگر سلسلہ کیطرف یہ بات بدلنے میں صرف آپ سے ہی تعلق ہو۔ تو اور صورت ہے مگر یہاں بدظنی انتہا تک پہونچی ہوئی ہے سو ان بعد کی غلط فہمیوں کے تدارک کیلئے پہلے معاہدہ کو صاف کر لینا۔ اور کہکر بتا دینا زیادہ مفید ہے سو یہ اول امر تو وہی ہے جس کو میں گذشتہ خط میں بھی لکھ چکا ہوں کہ جس صورت میں ضمیمہ یا الگ رسالہ نکالنے کیلئے کثیر اخراجات درپیش ہیں تو اس کام کو اتنی جلدی کیونکر شروع کیا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ضمیمہ ابھی نہ نکالا جاوے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم جو پانچ سال سے رسالہ کی ابتدائی اخراجات کی متحمل ہوئی اور سینکڑوں میں ہزاروں کا نقصان برداشت کر کے اس رسالہ کو جاری رکھا نہیں آج اس کل قوم کو الگ کر کے اس رسالہ کو اس مشن سے قطعاً بے تعلق کر دیا جاوے اور ان کو انکا معاوضہ بھی کچھ نہ دیا جاوے۔ اگر آپ کو صرف اس تجویز کی خاطر کہ آپنے ریویو آف ریلیجنز کو جو احمدی مشن کا آرگن تھا۔ اس مشن سے الگ کرنا چاہا۔ مرزائی کہا جاتا ہے تو آپ میری پوزیشن پر بھی غور فرماویں۔ کہ جس مشن کے آرگن کو اس مشن سے الگ کیا جاویگا اسکے خیالات اس الگ کرنے والے کے متعلق کیا ہونگے۔ ہمیں شک نہیں۔ کہ میرے اکثر احباب نے بہت حسن ظنی سے کام لیا ہے۔ مگر کثرت سے ایسے خطوط میرے پاس آئے ہیں کہ لوگ حیرانی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تجویز کیوں کی گئی ہے۔ ابتدائی تجویز میں یہ عرض کیا گیا تھا کہ یہ صدمہ جو سلسلہ احمدیہ کو ریویو آف ریلیجنز کے الگ کر لینے سے پہونچے گا۔ اس کا ایک چھوٹا سا معاوضہ یہ تجویز کیا گیا کہ سلسلہ کے متعلق ہم ایک الگ رسالہ جاری کر دیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اسکا کچھ بھی معاوضہ نہیں۔ اخبارون کے قائم کرنے اور چلانے میں جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کا اندازہ آپ خوب کر سکتے ہیں۔ پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تجویز جو منظور کی گئی تھی اسمیں سلسلہ کو کسقدر بڑی قربانی کرنی پڑی تھی۔ پس اگر یہ چھوٹی سی بات جو پیش کی گئی تھی کہ چونکہ نئے رسالہ کا اجرا کثیر اخراجات کو چاہتا ہے۔ اس جب تک ایک ہزار رسالہ کی امداد کا وعدہ نہو اسوقت تک نئی ترتیب کو شروع نہیں کیا جا سکتا۔ اسپر بھی بدظنی پیدا ہو سکتی ہے تو میں نہیں جانتا کہ یہ کام کیونکر چلیگا۔ جن لوگوں کے دلوں میں ہماری طرف سے ایسی بدظنی ہے ان کے ساتھ معاملہ کرنا بہت مشکل ہے۔ میں احمدی قوم پر یہ ظلم ہرگز روا نہیں رکھ سکتا کہ ایک تو ان کا رسالہ ان سے الگ کیا جاوے اور دوسرا ان کو اسکا معاوضہ بھی کوئی نہ دیا جاوے اور نہ ہی احمدی قوم اس تجویز کے ساتھ ایک لمحہ کیلئے بھی اتفاق کر سکتی ہے۔ پس اگر آپ پسند کریں تو اس امر کا اعلان کر دیں اور اس تحریر کو چھاپکر شائع کر دیں کہ جب تک ایک ہزار رسالہ کی اعانت کا وعدہ نہ ہوگا جسمیں سے پانچسو کی قیمت پیشگی وصول ہو جاوے اسوقت تک نئی تجویز عمل میں نہیں آسکتی۔ افسوس ہے کہ آپ ایک ہی پہلو پر زور دیتے ہیں کہ احمدی قوم کل نقصان برداشت کرے اور دوسرے پہلو پر غور نہیں فرماتے۔

امر دوم۔ جو آپکے اس خط نے میرے دل میں سوال اٹھایا ہے۔ یہ ہے کہ جس صورت میں میری اس چھوٹی سی استدعا کو بدظنی پر محمول کیا گیا ہے تو آئندہ خدا جانے اس کام میں کیسی کیسی بدظنیاں پیدا ہونگی اور کیسی کیسی مشکلات پیش آئینگی۔ اسلئے قبل اس کے جو میں کسی دوسرے کا ایک پیسہ بھی امانت میں لوں کھولکر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ بعد میں کوئی دقت اور جھگڑا نہ ہو کہ ہماری طرف سے صرف یہ وعدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے دلائل کو اس رسالہ میں پیش نکرینگے اور ان کو ضمیمہ میں پیش کرینگے۔ لیکن اسبات کو چھوڑ کر میں جو کچھ اس رسالہ میں لکھونگا۔ اسمیں اپنے عقاید کا پابند ہونگا اور یہ منافقانہ کارروائی مجھ سے ہرگز نہ ہوسکیگی کہ اپنے عقائد کو چھپاؤں۔ مثلاً میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور یہی ایک خصوصیت ہے جو اسکو تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے اور کہ اللہ تعالیٰ جس طرح سے قدیم زمانہ میں اپنی برگزیدہ بندوں کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ میں چونکہ علیٰ وجہ البصیرت اس عقیدہ پر قایم ہوں۔ اسلئے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اسلام کے فضائل اور اسکی خصوصیات کو بیان کرتے وقت میں اس بات کو چھپالوں اور اسکا ذکر نہ کروں۔ ایسا کرنا میرے نزدیک ہی نفاق ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ ایسا ہی میں اس عقیدہ پر قایم ہوں اور علیٰ بصیرت قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور کسی نبی کو کسی قسم کی فضیلت آپ پر نہیں دیگئی اور آپکے معجزات بھی سب نبیوں سے بڑھکر اور سب سے زیادہ بین ہیں اور کہ ایسے معجزات جو حضرت عیسیٰ کیطرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً مُردوں کا زندہ کرنا یہ واقعی اور حقیقی معنوں میں صحیح نہیں ہیں۔ اور نص صریح فیمسک التی قضی علیھا الموت۔ کے خلاف ہیں ہاں اس رنگ میں وہ صحیح ہیں کہ آپ روحانی مردوں کو زندہ کرتے تھے یا یہ کہ ایک مریض جسکی حالت بالکل موتی کی طرح ہو گئی ہو۔ وہ آپ کی دعا سے اچھا ہو گیا ہو اور ایسا ہی میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ پر قایم ہوں کہ کسی بشر کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفات میں شریک نہیں کیا پس یہ صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی پرندوں کے خالق تھے۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے یا یہ کہ ایک ایسا دجال آئیگا جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مالک بن بیٹھیگا اور مُردوں کو زندہ کریگا۔ اور جہاں چاہیگا بارش برسا دیگا ایسے اعتقاد میرے نزدیک مشرکانہ ہیں اور انکی بیخ کنی ہر ایک مسلمان کا فرض ہے نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ یہ امت محمدیہ خیر الامم ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ اس امت کے ساتھ سچا وعدہ ہے۔ کہ آنحضرت کے خلفاء اسی امت سے ہونگے باہر سے کوئی نہیں آئیگا۔ اور نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا ایسا نہیں آسکتا کہ اسکو بدون وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت ملی ہو اور خدا تعالیٰ کو وہ نعمائے جنکا دروازہ اسنے اس امت کیلئے کھلا رکھا ہے یعنی مکالمہ مخاطبہ کے انعام وہ بدون وساطت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اب دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے اور نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ بزور شمشیر دین پھیلانے کیلئے نہ تھے۔ اور نہ ہی آپکے کسی سچے جانشین کے جنگ اس غرض کیلئے تھے کہ جو لوگ اسلام کو قبول نکریں انکو تہ تیغ کیا جاوے اور نہ کوئی ایسا شخص آپکے بعد آنیوالا ہے۔ جو بزور شمشیر دین کو پھیلائے۔ اور جسقدر حدیثوں سے یہ معلوم ہو وہ دراصل یہ ہے کہ خدا کا دین اس کے نشانوں اور دلائل اور براہین سے ہی پھیلیگا اور میں اس عقیدہ پر بھی قایم ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں جیسا کہ دوسرے تمام نبی ان سے پہلے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان سے بعد فوت ہو گئے ہیں اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر زور نہ دیا جاوے۔ اسوقت تک عیسائی مذہب کی ترقی نہیں رک سکتی حضرت عیسیٰ کی زندگی عیسائی مذہب کا بڑا شہتیر ہے میرے نزدیک حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا عیسائی مذہب کی تائید کرنا ہے اور اسلام کی عظمت کبھی قایم نہیں ہو سکتی جب تک کہ غلط عقائد کے خلاف پورے زور سے جہاد نہ کیا جاوے۔

میں نے یہ باتیں اسلئے نہیں لکھیں کہ ان سب کا ذکر بار بار رسالہ میں کیا جائیگا۔ بلکہ اس لئے کہ کسی موقع پر بحث کرتے کرتے اگر ان سوالوں میں سے کوئی سوال میرے سامنے آئیگا۔ تو اسے میں اپنے عقیدہ کیمطابق لکھونگا اور کھولکر لکھونگا جس چیز کو الگ کرنا ممکن ہے وہ صرف حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے اور اس دعوے کی دلایل اور پیشگوئیاں اور نشانات وغیرہ اور اگر آپ غور کرینگے تو آپ آسانی سے سمجھ لینگے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسالہ کی کوئی ایسی صورت بن سکے جسمیں ان باتوں کا ذکر ہی نہ آئے۔ خواہ مخواہ انکو درمیان میں لانا میرا مطلب نہیں ہے مثلاً جہاں ان کی ضرورت نہ تھی جیسے پردہ۔ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ غلامی۔ سود وغیرہ کے مضامین میں جو لکھے جا چکے ہیں انمیں کہیں ان باتوں کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ کوئی شخص مانع نہ تھا مگر ان چند فروعی مسائل پر اسلام محدود نہیں ہزاروں بحثیں ایسی کرنی پڑینگی جنمیں ان باتوں کا ذکر آئیگا پس بجائے اسکے کہ بعد میں کوئی عہد شکنی کا الزام ہمپر لگایا جاوے میں پسند کرتا ہوں کہ یہ بات کھولکر پبلک میں پیش کر دی جاوے۔ اس کے بعد آپکے ناظرین میں سے یا دیگر مسلمانوں میں سے جو لوگ مدد دینا چاہیں دیں اور جب انکی تعداد حد معینہ تک پہونچ جاوے۔ تو نئی ترتیب کو شروع کر دیا جاوے میں نے اوپر جو کچھ بیان کیا ہے وہ صرف مثال کیطور پر ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس تحریر کو چھاپکر اپنے ناظرین کی رائیں اسکے متعلق معلوم کر لینگے۔ اسوقت جلدی کرنا مناسب نہیں بلکہ جسقدر دیر سے اور پوری بحث ہو چکنے کے بعد یہ تجویز عمل میں آئیگی۔ اسیقدر بہتر ہوگی عجلت میں ہمیشہ نقصان بہت ہوتا ہے۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی۔ از قادیان

نوٹ۔ میں تو اسبات سے ہی حیران ہوں کہ ان باتوں کو الگ کر کے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے کہ اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہی امتیازی نشان مذہب اسلام کا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی مکالمہ کا دروازہ ابد تک کھلا ہے ورنہ خالی قصے کسی مذہب کی سچائی

مولوی محمد حسین بٹالوی اور ایک احمدی

مین اپنے سید و مولیٰ حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے بتجدید بیعت کر کے شملے کو واپس آرہا تھا جسوقت بٹالہ سٹیشن پر پہونچا تو اتفاقیہ میری نظر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر جا پڑی۔ چونکہ مجھے مولوی صاحب سے تعارف تھا مین فوراً مولوی صاحب کے پاس گیا اور سلام علیکم کہا جسکے جواب مین مولوی صاحب نے بھی وعلیکم السلام کہا اور پوچھا کہ آپ کدھر سے آئے ہین مین نے کہا کہ مین قادیان سے آرہا ہون۔

مولوی صاحب۔ کیا تم بھی مرزا کے مرید ہو گئے۔

احمدی۔ الحمد للہ کہ خدا نے مجھے امام الوقت حضرت جناب مرزا صاحب کی پہچان بخشی۔

مولوی صاحب۔ ہا! ہا!! ہا!!! قسمت ؟

احمدی۔ کیون مولوی صاحب آپ آہین کیون بھرنے لگ گئے یہ تو شکر کا مقام ہے کہ ہم نے امام الوقت کو پہچانکر اسکی بیعت کر لی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ بابو عبد الرحمان نے بھی بیعت کر لی ہے (بابو عبد الرحمان مولویصاحب کے شاگرد بھی ہین)۔

مولویصاحب۔ قسمت کی بات ہے تم لوگ فقط انگریزی پڑھے ہوئے ہو۔ ایک طرفہ کتابین دیکھکر ایک طرف ہو جاتے ہو۔

احمدی۔ مولوی صاحب! مین نے آپکے اشاعت السنۃ کا مطالعہ کیا ہے لیکن مین اسی نتیجہ پر پہونچا ہون کہ مرزا صاحب راستی پر ہین۔

مولویصاحب۔ تم انگریزی پڑھے ہو تم کیا سمجھ سکتے ہو۔

احمدی۔ تو کیا سمجھ اور پہچان فقط مولویون کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ یا کیا مذہب فقط آپ لوگون کے لئے ہی ہے۔ مجھے تو سمجھ مین نہین آتا کہ ایک شخص دنیا کی اصلاح کے لئے آئے اور دنیا مین سے فقط مولوی ہی اسے پہچان سکین وبس۔ اگر واقعی یہی بات ہے تو تمام ناخواندہ لوگ مسلمان بھی نہ ہونگے اور نہ وہ کسی طرح مجرم ٹھیرائے جاسکتے ہین۔ کیونکہ جو بات ان کی سمجھ سے ہی بالاتر ہے وہ اس کے لئے ذمہ دار کیون ہونگے اور وہ آیۃ کریمہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے تحت مین اگر بری ہو گئے۔ حالانکہ آپ اسے مانتے ہین اور مین نے تو مرزا صاحب کو بڑی جد و جہد سے پہچان کر بیعت کی ہے آپ جانتے ہی ہین کہ مین کیسا مخالف تھا مگر اب تو مین یون کہتا ہون کہ ضرور ضرور مرزا صاحب سچے ہین اور انکی بیعت کرنا فرض ہے۔

مولویصاحب۔ تم جھوٹے ہو اور مرزا صاحب بھی (معاذ اللہ) اور ان کی بیعت کرنا گمراہی ہے۔

احمدی۔ یون تو دنیا کے فرزند ہمیشہ سے ایسا کہتے آئے ہین مگر یہ ثابت کرنا بڑا مشکل ہے آپ نے یونہی ایسا کہدیا سننے مین آپ کو ایک بڑے مشہور و معروف عالم یعنی شمس العلماء جناب مولانا شبلی صاحب کی رائے بتاتا ہون۔

پچھلے سال جولائی (۱۹۰۵ء) مین شمس العلماء مولانا شبلی و جناب مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے شملے آئے اور مختلف موقعون پر لیکچر اور وعظ ہوئے۔ جسمین مولوی شبلی صاحب نے دو باتون پر زور دیا اول یہ کہ اس زمانہ کیحالت بڑی خراب ہو گئی حتی کہ تیرہ سو برس کے اندر کبھی ایسی حالت نہین ہوئی۔ دوم یہ کہ اصلاح کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ مجھے ان باتون کو سنکر یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مولویصاحب سے چلکر دریافت تو کرون کہ جب یہ ردی حالت اصلاح کی محتاج ہے تو مصلح بھی کوئی ہے یا نہین۔ اور مجھے خیال بھی تھا کہ مولویصاحب ضرور مرزا صاحب کو مجدد وقت تسلیم کرینگے کیونکہ وہ یہ بھی تو لیکچر مین کہہ چکے تھے کہ ایک دفعہ جب اسلام کو سائینس اور فلسفہ سے مقابلہ پڑا تو امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس فلسفہ کو توڑا اور اس کی تردید کی۔ پس جبکہ اسوقت امام غزالی کی ضرورت تھی تو مین کہتا ہون کہ اسوقت بھی کسی اور امام کی ضرورت ہے بڑا عظیم الشان امام ہو کیونکہ اسوقت امام غزالی کے زمانہ سے زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے الغرض مین اسی بات کو مد نظر رکھکر مولانا موصوف کے پاس گیا اور ان کو مین نے فقط اتنا پوچھا کہ جب آپ ضرورت مصلح کے خود قائل ہین اور اس سے پہلے ضرورت کے وقت امام غزالی کے امام ہونے کو تسلیم کرتے ہین تو اسوقت کیون مرزا صاحب کو امام نہین مان لیا جاتا جس پر مولانا موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو امام مان لینے مین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ نہایت مستحسن امر ہے اور مین تو کہتا ہون کہ تم اورون کو بھی اپنے ساتھ ملاؤ جہانتک ہو سکے کوشش کرو لیکن مجھے زبردستی سے بیعت کے لئے نہ کہو مین نے کہا کہ یہ گو وہ قصہ ہے خود را فضیحت دیگران را نصیحت خیر مجھے تو یہی پوچھنا تھا کہ مرزا صاحب کو کیون امام نہ مانا جاوے جبکہ زمانہ پکار پکار کر انکی ضرورت کو تسلیم کر رہا ہے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ مرزا صاحب کو امام مان لو بہت اچھی بات ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مرزا صاحب کی بیعت کرنے والے عوام الناس کی نسبت شریعت کی بہت عزت کرتے ہین لیکن ہان لوگ کہتے ہین کہ وہ نبی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہین جو کسی طرح صحیح نہین ہے۔ جسپر مینے کہا کہ مرزا صاحب کا یہ ایک شعر سناتا ہون اس سے آپ نتیجہ نکال لیںکہ انکا کیا دعویٰ ہے اور لوگون کے کہنے کا کیا ہے وہ تو کہتے ہین کہ خدا کی صورت اور لڑکے لڑکیان بھی ہین اس سے ہم خدا کو تو نہین چھوڑ سکتے ہو سکے شعر یہ ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہان ملہم ہستم و ز خدا منذرم

اسپر مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس طرح تو انکا دعوےٰ ٹھیک ہے۔ اور اسکے ماننے مین کوئی ہرج نہین ہے مینے پوچھا کہ آپ مسیح علیہ السلام کی حیات کے بارہ مین کیا کہتے ہین تو آپنے فرمایا وہ فوت ہو گئے۔ اور دلیل ایت فلما توفیتنی کنت ہے کیونکہ اسمین حضرت عیسیٰ کہتے ہین کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی انکا نگہبان تھا پس اگر ہم انہین زندہ مانین تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ اب اپنی امت کے رقیب ہون حالانکہ وہ اسکی نفی کرتے ہین پس قرآن مجید مین تو یہی لکھا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو گیا۔ اسپر مینے پوچھا کہ علماء تو اسوقت کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین تو آپنے فرمایا کہ وہ بے وقوف ہین عالم نہین ہین مینے پوچھا کہ متقدمین مین کے بھی تو اکثر علماء حیات کے قائل رہے ہین آپنے فرمایا ہان یہ سچ ہے لیکن اس مین ان کا کوئی قصور نہین۔ قرآن مجید ایک بحر بے کنار ہے اسکی بہت سی باتین آئیندہ جا کر کھلین گی لیکن اسوقت وفات مسیح کا مسئلہ تو صاف ہو گیا۔ اب جو انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ اور یہ سب جھوٹے ہین [۱]

مولوی صاحب۔ اس قصہ کو چھوڑو وہ تو نیچری ہے اسکا کیا اعتبار ہے مجھے اسکے کہے کو کیا وہ مجہد ہے۔

اتنے مین گاڑی آگئی اور مین اور مولویصاحب اور میرے ایک اور دوست تینون اکٹھے ہی بیٹھ گئے اور سلسلہ کلام پھر شروع ہوا۔

احمدی۔ اچھا مولوی جی وہ تو نیچری ہوئے اسلئے انکا اعتبار نہین پھر آپ تو بتائیے کہ آپ مرزا صاحب کو کیون نہین مانتے۔

مولوی صاحب۔ وہ تو سراسر جھوٹا ہے پھر مین کیون مانون۔

احمدی۔ مولوی صاحب قرآن مجید مین سے کوئی ایسا طریق بتائیے کہ ہم صادق اور کاذب مین فرق کر سکین اور یہ آپ کی مہربانی ہوگی کیونکہ ہم انگریزی پڑھے ہوئے ہین ہمین اتنی سمجھ کہان کہ اسمین سے کوئی اصول نکال لین۔ اور مینے یہ سوال مولوی شبلی سے بھی پوچھا تھا تو انہون نے کہا تھا کہ ایسا کوئی اصول نہین اور ہمارا یہ ایمان نہین کہ قول الفصل مین کوئی ایسا اصول نہ ہو۔

مولوی صاحب۔ دیکھو نجاشی کے پاس جب ابو سفیان نے جا کر مسلمانون کو وہان سے نکلوانا چاہا تو نجاشی نے آنحضرت ؐ کی بابت پوچھا کہ کیا وہ جھوٹ بھی بولا کرتا ہے۔ تو ابو سفیان نے کہا کہ نہین۔ تو نجاشی نے کہا کہ پھر وہ سچا ہے اور ہم اسپر ایمان لاتے* اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین بھی یہ دعویٰ ہے۔ جیسے کہ فرمایا ولقد لبثت فیکم عمراً دیکھو میری سچائی کی یہ دلیل ہے کہ مین تم مین کتنی عمر بسر کر چکا ہون یعنی میری پہلی زندگی کا چال چلن میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے اور یہ نہایت اعلےٰ اصول ہے۔

احمدی۔ سبحان اللہ کیا پاک اصول ہے اور میرا اس اصول پر ایمان ہے۔ مگر مولوی صاحب کہین آپ پھسل نہ جانا۔

مولویصاحب۔ مین اس اصول کو بسر و چشم قبول کرتا ہون اور کسی شخص کے صادق یا کاذب ٹھیرانے کے لئے یہ کافی معیار ہے۔

احمدی۔ مولویصاحب آپ تو مرزا صاحب کو مان ہی لیجئے۔

مولویصاحب۔ کیون

احمدی۔ مولانا آپنے اشاعۃ السنہ مین مرزا صاحب کی بابت لکھا تھا کہ ہم اس مرزا صاحب کے حالات سے بہت واقف ہین اور وہ شخص راست باز ہے۔ چونکہ اسبات کو آپنے مرزا صاحب کے حق مین اسوقت کہا جبکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھی ہے اور جسوقت آپ کی عمر غالباً ۴۵ برس کے قریب تھی اور یہ عمر رسول اللہ ؐ کی اس عمر کے قریب ہے جبکہ آپ نے دعوےٰ کیا اور دونون مین سے حضرت صلعم کیطرف۔ تو اسوقت ابو سفیان نے

---

[۱] جسوقت یہ تمام کلام ہوئی تھی اسوقت مولانا قاری شاہ سلیمان بھی موجود تھے انہون نے بھی اسکی تردید نہین کی تھی گویا الخاموشی نیم رضا۔ اور ہمارے مخالفون مین سے بھی چار او شخص موجود تھے اور بابو عبد الرحمان احمدی بھی تھے۔ منہ

* یہہ سوال و جواب نجاشی کے ساتھ نہین ہوئے بلکہ ہرقل شاہ روم نے ابو سفیان سے پوچھا تھا کہ محمد اپنے دعوے سے پہلے جھوٹ کا عادی تھا یا نہین۔ جسکے جواب مین ابو سفیان نے کہا کہ اس شخص کو ہم ہمیشہ راست گو اور سچا یقین کرتے تھے۔ شاید مولویصاحب جلدی مین بھول گئے ہون۔ منہ

کہا کہ ہم اسے راستباز یقین کرتے تھے اور اب اس کے بروز احمدؐ کے لئے آپنے وہ گواہی دیدی اور آپ خود رسول اللہؐ کو اسوجہ سے راستباز مان گئے اور ان کے نبی ہونے کے دعوے کو تسلیم کر لیا بس اسی طرح اب اس کے بروز احمدؐ کو بھی مانلو وہ آپ کی ہی گواہی کے بموجب راستباز ہے۔ اور قرآن مجید کے اصول مقررہ سے بھی اسکی تصدیق ہو گئی۔ پھر اب بھی نہ مانو تو پرلے درجہ کی بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ ہم نے یہ بات اُسوقت امکانی طور پر لکھی تھی کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے ممکن ہے سچ ہو۔

احمدی۔ آپ کے پاس اب کونسی یقینی دلیل انکی تکذیب کے لئے ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ آپ اسوقت کیوں اصل بات پر پانی پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں ابھی جب کہ حضرت اقدس دہلی کو تشریف لیگئے تھے تو انبالہ سٹیشن پر ہی آپ سے شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم سے اسی کے متعلق گفتگو کی تھی تو آپ نے مان لیا تھا کہ ہاں تب تو مرزا صاحب ایسے ہی تھے مگر اب نہیں۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے اُسوقت جو کچھ لکھا تھا امکانی طور پر لکھا تھا میں نہیں سمجھتا کہ ایڈیٹر الحکم نے غلط بیانی کی ہے یا آپ کر رہے ہیں۔ میں نے آپکے وہ اشاعۃ السنہ کے پرچے پڑھے ہیں تو نہیں مگر اس گفتگو سے جو آپ نے ایڈیٹر الحکم سے کی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضرور آپ مرزا صاحب کو راستباز ہی یقین کرتے تھے اور نہ امکانی طور پر بلکہ یقینی طور پر۔

مولوی صاحب۔ تب تو مرزا صاحب ایسے ہی تھے لیکن اب نہیں۔

احمدی۔ لیجئے مولویصاحب آپ پر ڈگری ہو گئی۔ اور الحمد للہ کہ آخر ابو سفیان کیطرح آپ کے منہ سے وہ لفظ نکل آئے جن پر صداقت دعوے مبنی ہے کہئے اب بھی کوئی عذر ہے۔

مولویصاحب۔ میں تو کہتا ہوں کہ اب وہ جھوٹا ہے۔

احمدی۔ اس دعوے میں آپ جھوٹے ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ پہلے راستباز تھا تو اب بھی ہے اگر پہلے کاذب تھا تو اب بھی ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ دیکھو میں نے تم میں کتنی عمر بسر کی ہے یا کر چکا ہوں گویا رسول مقبولؐ اپنی پہلی عمر کو آئندہ کی زندگی کے لئے بطور گواہ پیش کرتے ہیں مگر آپ اب کہتے ہو کہ مانا کہ پہلے وہ راستباز تھے لیکن اب کاذب ہیں استغفر اللہ۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ مولویصاحب ایمان پر تو لبست ماضی کا صیغہ ہے نہ مضارع۔ ماضی سے مستقبل کی تصدیق کی گئی ہے۔ بس چونکہ آپ خود قائل ہیں کہ مرزا صاحب پہلے تو راستباز تھے۔ اسلئے اب بھی مان لیجئے کہ وہ خدا پر افترا نہیں کرتے۔

مولویصاحب۔ کیا جو شخص چالیس برس تک راستباز رہے پھر وہ کاذب نہیں ہو سکتا ہے۔

احمدی۔ آپکے خیال میں ایسا ہو تو ہو پر اتو یہ یقین نہیں کیونکہ اللہ تعالے جو علیم کل ہے وہ یہ خبر دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر یہ ممکن ہے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ولقد لبثت فیکم عمراً۔ کوئی دلیل نہ ہوئی معاذ اللہ۔ خدا کی پناہ اولیاء الرحمان کی دشمنی کیسی بری ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ پر بھی بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔ مولویصاحب سوائے تسلیم کے ہمیں تو کوئی چارہ نہیں کیونکہ مسلمان کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ قرآن مجید نے اسکی تصدیق ہے لہذا اسے تسلیم کر لیا۔ اب آپ مانیں یا نہ مانیں۔ ورنہ اصول مقررہ سے تو یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ صادق ہے۔ اور آگے قرآن مجید کا حکم موجود ہے کونوا مع الصادقین۔ جو نہ مانیں انکی نسبت آپ ہی مفتی ہیں۔

مولویصاحب۔ میں نے ایسی ایسی بحثیں اشاعۃ السنہ میں درج کر دی ہیں وہاں سے دیکھ لینا اب مجھے وظیفہ کرنے دو تم تو مانتے ہی نہیں جو کچھ اس کی کتابوں میں پڑھا ہے وہی کہتے جاتے ہو۔

احمدی۔ اشاعۃ السنہ کی بجائے اسوقت آپ جو ہیں آپ سے ہی تصفیہ ہو جائے تو بہتر ہے باقی ہم آپکی بات کو قرآن مجید کے مقابل کیونکر پکڑ لیں۔ اور وظیفہ پھر کر لینا اسوقت ایک شخص کو جو آپ کے خیال کے موافق گمراہ ہو گیا ہے سیدھا کر لو۔

مولوی صاحب۔ میں تو مرزا صاحب کو مفتری ہی جانتا ہوں۔ تم جانو تمہارا کام جانے۔

احمدی۔ یہ تو وہ ہی بات ہوئی جو کہا کرتے ہیں ساری رات زلیخا پڑھتے رہے اور صبح کو اٹھے تو پوچھنے لگے زلیخا کون تھا۔ میں تو دلیل مانگتا ہوں اور مولوی صاحب باوجود اپنے ہی مقرر کردہ اصول سے جھوٹا ہونے پر پھر جھوٹا جھوٹا کہے جاتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ بس چپ رہو زیادہ کلام نکرو بیٹے اشاعۃ السنہ میں مرزا کی خوب خبر لی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ سراسر جھوٹا ہے۔

احمدی۔ ....
مولوی جی دعویٰ بلا دلیل کو کون مانتا ہے کوئی دلیل بیان فرمائیے۔

مولویصاحب۔ دلیل کیا بتاؤں وہ تو سراسر جھوٹا ہے۔ کوئی بات ہو جھٹ کہدیتا ہے ہمدی براہین میں درج ہے حالانکہ وہاں نہیں ہوتا۔ اس سے بڑھکر دلیل کیا بتاؤں۔

احمدی۔ میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ بیٹے براہین پڑھی بھی نہیں۔ ورنہ ابھی تر کی تمام کر دیتا۔ خیر آپ منجملہ تمام افتراؤں کے ایک افترا پیش کیجئے تاکہ دیکھیں کہ آپ سچے ہیں یا مرزا صاحب سچے ہیں۔

مولویصاحب۔ ایک کا ذکر کیا سب ہی افترا ہے۔

احمدی۔ معلوم ہوا کہ آپ فیصلہ کرنا ہی نہیں چاہتے خواہ مخواہ دل آزاری کرتے ہو۔ خیر میں بھی اب رخ بدلتا ہوں۔ مانا کہ بقول آپ کے مرزا صاحب سراسر مفتری ہیں۔ مگر آپ اسبات کے فیصلہ کیلئے کوئی قرآن مجید سے اصول بیان فرمایئے تا ہم کو بھی حق حاصل ہو کہ اسکی تصدیق کریں یا تکذیب۔

مولوی صاحب۔ ایک اصول کو تو سمجھ لو پھر اور پوچھنا۔

احمدی۔ میں خوب سمجھا ہوا ہوں اب دوسرے کی خواہش ہے۔

مولویصاحب۔ نہیں اسکو یاد رکھو۔

احمدی۔ تو لو میں خود ہی بتاتا ہوں قرآن مجید میں رسول اللہؐ کی نسبت آیا ہے کہ اگر وہ خدا پر ایک بھی افترا کرتا تو ہم اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ جان کاٹ دیتے۔ مجھے اسوقت وہ قرآن کے الفاظ تو یاد نہیں ہیں۔

مولوی صاحب۔ لو میں بتاتا ہوں لو تقول....

احمدی۔ بس مولویصاحب مجھے یاد آ گئے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ (سورہ الحاقہ)

پس بموجب اس دلیل کے ضروری ہے کہ مفتری جو اللہ تعالے پر بہتان باندھتا ہو جلد پکڑا جاوے اور ہلاک کیا جاوے تا یہ دلیل قایم رہے لیکن مرزا صاحب تو ۲۵ برس سے زیادہ عرصہ سے دعوے الہام کرتے ہیں۔ پس وہ صادق ہیں۔

مولویصاحب۔ میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم وہی کہو گے جو تمہیں اس نے پڑھایا ہے مگر خود کچھ بھی غور نہیں کرتے ہو۔ یہ آیت تو خاص محمدؐ کے لئے ہی ہے۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی میرا دوست ہو تو میں اسے کہوں کہ اگر تم نے مجھ پر بہتان باندھا تو میں تم کو تو ضرور سزا ہی دوں گا کیونکہ تم دوست ہو کر ایسا کرو تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ گویا رسول مقبولؐ کو خاص طور پر اس آیت میں مخاطب کیا گیا ہے کیونکہ آپ محبوب الٰہی ہیں۔

احمدی۔ آپنے مثال تو خوب بیان فرمائی مگر آپکی مثال سے یہ ٹپکتا ہے کہ جو شخص محبوب الٰہی ہو اگر وہ جھوٹ بولے تو پکڑا جاتا ہے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے محبوب الٰہی اور اللہ پر ہی افترا یہ تو ہے ہی ناممکن۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مفتری ہو اور لوگوں کو دھوکہ دے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو غیرت الٰہی اس مفتری کو پکڑ لیتی ہے اور جلد خاتمہ کر دیتی ہے اور تقول.... الخ سے یہی مراد ہے۔ ورنہ وہ دلیل ہی کوئی نہیں۔ اور نہ اس آیت کو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدیق دعویٰ میں پیش کر سکتے ہیں۔

مولویصاحب۔ آیت لو تقول علینا خاص رسول اللہؐ کے لئے ہی ہے۔ ہر مدعی اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو مخاطب ہی آپ کی ذات ہے۔ دوم اگر اس کو عام کہا جاوے تو یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ بہت سے مفتری ایسے گذرے ہیں جو ۲۳ برس سے زیادہ زندہ رہے ہیں۔

احمدی۔ مولویصاحب۔ آپکی دلیل اول تو غلط محض ہے کیونکہ پہلا معیار جو آپنے فرمایا تھا اسکی مخاطب بھی تو آپ کی ذات بابرکت ہی تھی۔ لیکن اسے آپ خود صادق اور کاذب کے پرکھنے کا معیار قرار دے چکے ہیں پس ثابت ہوا کہ گو مخاطب رسول اللہ ہی ہیں مگر اصول عام ہے۔ اور اسلئے آپکے دعوے کی تصدیق اس سے ہوتی ہے ورنہ خاص دلیل تو حجت نہیں ہو سکتی فرض کیجئے آپ کہیں کہ میں سچا ہوں دلیل یہ ہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر بجلی پڑے اور یہ دلیل خاص میرے لئے ہے۔ تو میں کہونگا کہ میں کیونکر اسکا یقین کروں۔ دو باتیں ہونی چاہئیں یا تو یہ کہ یہ دلیل عام ہو یعنی جو جھوٹ بولے وہ بجلی سے ہلاک کیا جاوے تا آپکا بجلی سے محفوظ رہنا میرے لئے حجت ہو یا یہ ہو کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہوا اور میرے سامنے آپ پر بجلی پڑی ہو تب میں یہ قیاس کروں کہ واقعی آپکے ساتھ یہ حالت ہے یعنی آپ اسوقت راستی پر ہیں کیونکہ اگر ناراستی پر ہوتے تو ابھی پہلے کی طرح آپ پر بجلی پڑتی کیونکہ تجربتہً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپکے ساتھ اللہ تعالے کا معاملہ اسی طرح پر ہے۔ پس اسیطرح اب اس دلیل لو تقول کو ثابت کرنا ہوگا اور یاد رہے کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہؐ نے کبھی خدا پر بات بنائی اور ان پر عذاب نازل ہوا۔ لہذا دلیل خاص کا تو فیصلہ ہوا ہاں دوسری صورت یعنی اس دلیل کی عمومیت ماننی پڑی۔ اور کہنا پڑا کہ واقعی اگر کوئی شخص بھی خدا پر افترا کرے تو وہ پکڑا جاوے اور ہلاک ہو۔ اور جو شخص مامور و ملہم من اللہ ہونے کا مدعی ہوا اور وہ ہلاک نہ ہو۔ اور اسکے دعوے الہام کو رسول اللہؐ کے زمانہ نبوت سے زیادہ زمانہ گذر جاوے تو وہ شخص راستباز ہے۔ پس اب آپ بتائیے کہ آپ کس بات کو مانتے ہیں اگر دلیل خاص ہے تو دوسروں کے لئے کیسے حجت ہے اگر دلیل عام ہے تو مرزا صاحب سچے نکلے اور آپکو انہیں ماننا ہی پڑے گا۔

مولویصاحب - یہ دلیل خاص ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قتل نہ ہونا آپکی صداقت پر مہر ہے

احمدی - اسوقت مرزا صاحب کو بقول آپکے جہوٹے دعوے کرتے ہوئے ۲۵ برس ہو گئے مگر وہ تو پکڑے نہ گئے - اور نہ قتل ہوئے - پہر رسول اللہ کو کیون آپ نے سچا مان لیا جس طرح یہ باوجود مفتری ہونے کے بچ رہے - اسی طرح وہان بہی قیاس کر لو (استغفر اللہ - خداوندا تو معاف کیجو) مولویصاحب یاد رکہئے کہ یہ دلیل عام ہے اور ناممکن ہے کہ مفتری ۲۳ - برس سے زیادہ برابر مہلت پائے - کیونکہ اسی سے ہادی برحق محمد مصطفےٰ صلعم کی توہین ہوتی ہے اور خدا کی غیرت یہ تقاضا نہین کرتی کہ اس کے پیارے کی کسی طرح بہی ہتک ہو -

دیکہئے ایک طرف تو آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم اگر ایک بہی افترا کرتے تو پکڑے جاتے - دوسری طرف آپ کہتے ہین کہ مرزا صاحب کا سارا سلسلہ ہی افترائی ہے مگر اسے کچہ نہین کہا جاتا کیا یہ آنحضرت صلعم کی بے ادبی نہین ؟ ضرور ہے پس مین تو اسی کبہی نہین مانتا - کیا آنحضرت سے خاص بغض ہے کہ وہ تو ایک بہی افترا کرین تو پکڑے جائین اور دوسرے دن رات افترا کرین مگر انہین معافی دی جاوے - کیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ جو دن رات افترا کرتے ہین خدا کے محبوب ہیں کیونکہ وہ پکڑے نہین جاتے ورنہ کیون خدا ان سے ایسا نرمی کا سلوک کرتا (معاذ اللہ)

مولویصاحب حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرتا ہے پکڑا جاتا ہے اور آنحضرت کا ۲۳ برس تک زندہ رہنا اور مقتول نہ ہونا ایک معیار ہے جس سے ہم ہر ایک مدعی الہام کو پرکہ سکتے ہیں - اور مرزا صاحب کی صادق ہونے پر یہ ایک بین دست مہر ہے -

مولویصاحب - تم فضول بہت بولتے ہو جس سے کوئی فائدہ نہین ہے - اب چپ رہو رسالہ قطع الوتین پڑھ لینا اسمین یہہ ساری بحث ہے اور اسمین کئی ایک مفتریون کا ذکر ہے جنہون نے بڑی بڑی لمبی مہلت پائی ہے -

احمدی - مولوی صاحب اگر آپ چپ رہتے تو بہتر تہا خیر اب آپنے قطع الوتین کا ذکر کیا ہے تو اب مین کب چپ رہ سکتا ہون - اول تو اس کا مصنف حافظ محمد یوسف ہے جو بالکل ناقابل اعتبار شخص ہے - مین اس کے ذاتی حالات سے خوب واقف ہون اور آپ کو بہی معلوم ہے کہ جب وہ شملے انجمن حمایت نو مسلمان امرتسر کے لئے چندہ اکٹہا کرنے گئے تہے تو مین بہی ان کے ساتہہ ہو گیا تہا - اور انہیں کے ساتہہ رہتا تہا - خیر مجہے انکے ذاتی معاملات سے کیا غرض مین آپکی قطع الوتین کا ذکر ہی سناتا ہون اول تو اس کتاب مین قرآن مجید کی نص صریح کا مقابلہ کیا گیا ہے جو مومن کی شان سے بعید ہے دوم اسمین بالکل جہوٹ سے کام لیا گیا ہے اور ایسا ہونا ضروری تہا کیونکہ قرآن مجید کے مخالف ہون اور پہر راستی پر بہی ہون ایک امر محال ہے دیکہئے اس مین اکبر کو بہی مفتری کہا ہے - حالانکہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے کب اس نے دعوے کیا کہ مین خدا کا فرستادہ ہون اور مجہے یہ الہام ہوا ہے

مولویصاحب - اسنے دین الٰہی جو نکالا تہا -

احمدی یہہ واقعہ غلط ہے کیونکہ جب شاہ ایران نے اکبر کیطرف خط لکہا کہ تم نے کوئی نیا دین تراشا ہے پس اگر یہ سچ ہے تو ہماری تمہاری اب کوئی صلح نہین - جسکے جواب مین اکبر کیطرف سے فیضی نے یہ قطعہ لکہا -

قِیلَ اِنَّ الْاِلٰہَ ذُوْ وَلَدٍ
قِیْلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَھَنَا
مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا
مِنْ لِسَانِ الْوَریٰ فَکَیْفَ اَنَا

یعنی لوگ تو کہتے ہین کہ خدا صاحب اولاد ہے اور اوس کے رسول صلعم کو جادوگر بتلایا ہے - پس جب کہ اللہ اور رسول صلعم دونون نے خلقت کی زبان سے نجات نہین پائی - تو اگر مجہہ پر یہ الزام لگایا گیا تو کونسی نئی بات ہے -

مولوی صاحب یہ ہے قطع الوتین کی حقیقت !!

مولویصاحب - عمر ہو حسن بن صباح نے بہی تو ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور جنت دوزخ بنائی اور بڑا اپنا دین پہیلایا پہر وہ کیون مہلت پا گیا -

احمدی - مولویصاحب مومن کی یہ شان نہین کہ وہ قرآن مجید کے خلاف خواہ مخواہ یہودیون اور عیسائیون کی طرح قصے کہانیان گہڑے - مین کہتا ہون کہ حسن بن صباح اپنے دعوے پر قائم نہیں رہا ورنہ آپ اسکی لائف مین بتائے کہ وہ اپنے دعوے پر ہی قائم رہا ہو - مینے وہ سارا ناول پڑہا ہے لیکن اس بیچارے نے تو کہین نام ہی نہین لیا کہ مجہے الہام ہوتا ہے مگر اب آپ اسے خواہ مخواہ ملہم من اللہ بتاتے ہین - کیا ملہم اسی کو ہی کہتے ہین کہ جہاز ڈوبنے لگا تو ایک دفعہ بات بنالی کہ مجہے خدا نے کہا کہ یہ جہاز نہین ڈوبیگا اور پہر سب سلسلہ مخفی رکہا اور ظاہرا نام بہی نہ لیا کہ مجہے بہی الہام ہوتا ہے - اور پہر وہ ناول ایک ناولسٹ کا بیان ہے جس مین ہزارون طرح کی ملاوٹیں ہین - اور پہر اس ناول مین بہی تو کہیں ذکر نہین کہ اسنے پہر بہی کبہی کہا ہو کہ مجہے الہام ہوتا ہے جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ خود اس دعوے سے دستکش تہا - اور اسکی تعلیم مین یہ شرط نہ تہی کہ اسے ملہم من اللہ مانا جاوے اور یہ عجیب الہامی ہین کہ ماننے نہ ماننے کی ضرورت ہی نہین -

* جس سال حافظ صاحب شملہ مین جامع مسجد مین ٹہیرے ہوئے تہے تو مین اپنے آپکو انجمن کی خدمت کیلئے وقف کر چکا تہا اور انہین کے ساتہہ رہتا تہا تب مولوی محمد حسین صاحب بہی ان کے پاس آیا کرتے تہے - اور انہین دنون مین حضرت اقدس کا اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب رجسٹری شدہ میرے سامنے آیا اور اسوقت مولوی محمد حسین بہی موجود تہے اور ایک اور شخص تہا جسکا نام مجہے معلوم نہین - اور اسیوقت وہ اشتہار پڑہا گیا جو سنکر مولویصاحب اور حافظ صاحب دانت پیسنے لگ گئے - اور پہر حافظ صاحب اور مولوی محمد حسین اور وہی تیسرا شخص ملکر اس اشتہار کے جواب کی فکر مین پڑے رہے - اور مین ہر مشورے مین ساتہہ ہی ہوتا تہا - جو جو کارروائیان ہوئین وہ مجہے ہی معلوم ہین سب کو یکجا لکہون تو بہت لمبا مضمون ہو جاوے اسلئے ایک ہی بات لکہتا ہون تا مولوی صاحب اور حافظ صاحب کی چالاکی اندرونی شہادت سے فاش ہو جاوے اسکے جواب مین ایک اشتہار کا مضمون اس تیسرے شخص نے حافظ صاحب کے اشارے سے بنایا جسکا مطلب یہ تہا کہ مرزا صاحب کی اب مالی حالت چونکہ اچہی ہو گئی ہے اسلئے وہ اسطرح پر انعامی اشتہار دیتے ہین لیکن مین یہ جواب دیتا ہون کہ وہ مجہہ سے امرتسر مین ندوۃ العلماء کے جلسے مین آکر اسی بات پر بحث کر لین کہ مفتری کو مہلت ملتی ہے یا نہین (مرزا صاحب کا نہ اشتہار تہا کہ مفتری کو زیادہ مہلت نہین ملتی) پس اگر مین نے ثابت کر دیا کہ واقعی مفتری کو مہلت مل جاتی ہے تو مرزا صاحب میری وہین بیعت کر لین - اس مضمون کو مینے اپنے الفاظ مین ادا کیا ہے اور جہانتک مجہے یاد ہے یہی الفاظ تہے گو عبارت آرائی زیادہ تہی اور اس اشتہار کو مولویصاحب نے بہی پسند فرمایا تہا اور اس تیسرے شخص نے اس اشتہار پر یہ کہا کہ اسکے فقرے مرزا صاحب کو خوب چبہین گے اور دوسرے اسنے بحث تو اب کرنی ہی نہین پس ہم ہی فتحیاب ہونگے - جسپر مولوی صاحب اور حافظ صاحب خوب راضی ہوئے اور حافظ صاحب نے خوشی خوشی وہ اشتہار امرتسر مین چہپنے کو بہیجا مین ان دنون حضرت اقدس کا بیعت نہ تہا اس واقعہ سے ایک قسم کی تلاش لگ گئی اور آخر خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجہے امام الوقت کی پہچان بخشی - اور مین حافظ صاحب کی فتح پر جو شکست سے بہی بدتر ہے ہزار دفعہ لعنت

مولویصاحب - پس اب مجہے وظیفہ پڑہنے دو اور اگر یہ بحث دیکہنی ہے تو میرا اشاعۃ السنہ پڑہا کرو -

احمدی - مولویصاحب وظیفہ پہر پڑہ ہو جاویگا پہلے یہ بات تو فیصلہ کر لو - اب تو امرتسر کا سٹیشن بہی قریب ہے پہر آپ اکیلے بیٹہے وظیفہ پڑہتے رہنا -

مولویصاحب - تم اشاعۃ السنہ منگوا کر پڑہا کرو -

احمدی - اچہا تو آپ میرے نام جاری کر دینا مین پڑہکر جواب بہی لکہہ دیا کرون گا کیونکہ جو کچہہ آپ نے اب کہا ہے وہی اوسمین ہوگا -

مولویصاحب - مین تین روپیہ کا وی پی تمہارے نام کر دون گا -

احمدی - اشاعت السنہ کی قیمت بہت ہے مین اسکی بجائے کسی کے نام ریویو آف ریلیجنز ہی کیون نہ جاری کرا دون گا جس سے فائدہ بہی ہو - ہان اگر آپ نصف قیمت پر دینا چاہین تو میرے نام جاری کر دین مگر قیمت چہہ مہینہ بعد دونگا -

مولویصاحب - مجہے مرزائیون کا اعتبار نہین فلان مرزائی میری قیمت مار کر لیگیا تہا حکیم نور الدین کی معرفت مشکل سے ملی تہی - اور یہ سارا معاملہ مرزا صاحب کی برکت ہے -

احمدی - مولویصاحب خدا سے ڈرنا اچہا ہے اور خدا کے بندون پر بدظنی اچہی نہین - کہئے مرزا صاحب کے مریدون کے علاوہ تو کبہی کسی نے آپکا نقصان نہین کیا -

مولویصاحب - بہت مار کر لے گئے -

احمدی - مولویصاحب خدا کے بندے اور محمد کے پیرو آپکے روپے مار کر لیگئے - !!! مجہے تو بڑا افسوس ہے کیا آپ کو خدا اور اسکے رسول پر تو کوئی اعتراض نہین -

مولویصاحب - تم شریر ہو چپ ہو مجہے وظیفہ کرنے دو -

احمدی - وظیفہ کس کام آئیگا جبکہ امام الوقت کو تسلیم نہین کیا - خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے بہی کبہی وظیفہ وغیرہ کام آئے ہین - بہتر ہے آپ مرزا صاحب کو مان لین -

مولویصاحب (خاموش ہین گویا سوئے ہوئے ہین مین بلا رہا ہون نہین بولتے -)

اب امرتسر کا سٹیشن قریب آگیا ہے مین نے مولویصاحب کو ذرا ہلایا اور کہا کہ اب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہین اور رسالہ آپ میرے نام جاری کر دینا -

مولویصاحب - بہت اچہا -

میرا ہمراہی - مولویصاحب یہ تو آپکے پیچہے پڑ گیا ہے آپ چپ کے چپکے وظیفہ کرتے جائے -

احمدی - بس اب تو سٹیشن آہی گیا اب کیا ہے ایلو مولوی صاحب سلام علیکم -

الراقم - عمر الدین احمدی از شملہ - ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء

(نوٹ) مولویصاحب سے التماس ہے کہ اگر وہ کچہہ ان

تازہ الہامات

۹ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ زلزلہ آنیکو ہے۔ رب لا ترنی موت احدٍ منہم۔ یعنی اے
میرے رب انمین سے کسی کی موت مجھکو نہ دکھلا۔ پھر الہام ہوا۔ ہمارے لئے عید کا دن۔
بعد اس کے یہ الہام ہوا۔ جس سے تو بہت پیار کرتا ہے مین اوس سے بہت پیار کرونگا
اور جس سے تو ناراض ہے مین اوس سے ناراض ہونگا۔ یعنی تیرا کسی سے محبت کرنا اوسکو ایسی آفت
سے بچائیگا۔ اور تیرا کسی سے ناراض ہونا اوسکو ایسی آفت مین مبتلا کرے گا۔

اور پھر الہام ہوا۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے جس طرف تیرا مونہہ ہوگا اوسی طرف خدا ہی
مونہہ کریگا۔ یعنے جس سے تجھے محبت ہوگی خدا ہی اوس سے محبت کرے گا اور اوسے بچائیگا۔
پھر الہام ہوا۔ خدا نے تیری ساری باتین پوری کردین یعنی خدا تمام کام تیری مراد کے موافق کریگا
پھر الہام ہوا۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ اور وہ تمام عذاب
جو مخالفین منکرین ظالمین کے لئے خدا کا وعدہ ہے خدایا تو انمین سے کچھ تجھے دکھلا دیگا۔ اور یا تجھے وفات
دیگا اور بعد مین وہ سب کچھ پورا کرے گا۔ یاد رہے کہ قرآن شریف کی طرز بیان کی موافق اس آیت کے
یہ معنے ہین کہ خدا میری زندگی مین مخالفین کو بشرط انکرنے توبہ کے اونکی زبان درازیون اور شوخیون
کی کچھ سزا دیگا کیونکہ انہون نے تقویٰ سے کام نلیا۔ اور پھر الہام ہوا۔ قل ان صلوتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنے کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا
اور میرا مرنا محض خدا کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ نہ کسی اور کام کے لئے۔ اور پھر الہام ہوا۔ رب ارنی
آیۃ من السماء۔ یعنے اے رب میرے مجھے آسمان سے ایک نشان دکھلا۔

اور پھر زلزلہ کی طرف اشارہ کرکے یہ الہام ہوا۔ اکرام مع الانعام۔ یعنے اس نشان کے ظہور کے
وقت خدا ایک عزت دیگا جسکے ساتھ ایک انعام ہوگا۔

(انوار احمدیہ پریس قادیان)